982

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 12-اکتوبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات صنعت، کانکنی و معدنی ترقی اور خزانہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

قرارداد

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

عام بحث

پنجاب میں اشیائے ضروریہ کی قیمتوں پر عام بحث

984

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

جمعرات، 12-اکتوبر 2006

(یوم الخمیس، 18-رمضان المبارک 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿۳۱﴾

نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿۳۲﴾

سُوْرَۃُ حٰمٓ السجدۃ آیات 30 تا 32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے اور کہیں گے کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہوں اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ (30)

ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی تمہارے رفیق ہیں اور وہاں جس نعمت کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے موجود ہو گی (31) یہ بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے (32)

وما علینا الا البلاغ o

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ محکمہ مائنز اینڈ منرل ڈویلپمنٹ کے سوالات ہیں۔پہلا سوال محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی وقفہ سوالات کے متعلق ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

سوالات کے جوابات بروقت ایوان میں پیش نہ کرنے سے متعلق قواعد وضوابط پر توجہ دلانا

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, my Point of Order is that if you see Rule 53 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, it has been written:

> Questions which have not been disallowed shall be entered in the List of Questions for the day and the answers, if received from the Minister concerned not later than forty-eight hours before the commencement of the question hour on the day on which the questions are...
>
> Then there is "Delay as to answers".

لیکن ہمیں کل جو جوابات ملے ہیں ان میں سوال نمبر 4376، 6860، 7905 اور 8179 کے اس میں جوابات نہیں تھے۔ پہلے تو

> The Minister will have to explain that what are the reasons for delay as it is mandatory to provide a answer within 8 days when it is received.

تو یہ جواب نہیں آیا اور

Second violation is that they could not be enter into this book before 48 hours.

کہ ان کو کل جوابات ملے ہیں۔ پہلے ذرا یہ وضاحت کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ 4376 کی بات کر رہے ہیں؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرے خیال میں you can't follow my point میرا point یہ ہے کہ 8 دن کے اندر اندر جواب دینا ہے لیکن تین سال میں یہ جواب نہیں آیا۔ جب آپ نے ہمیں یہ answer sheet دے دی ہے تو اس میں اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اب یہ جواب within 48 hours سے پہلے یہاں پر آئے then you can enter into this answer book. یہ اس وقت بھی نہیں آئے۔

جناب سپیکر! رول 54 بھی پڑھ لیں۔

54. DELAY AS TO ANSWERS.-

(1) If the Minister or the Parliamentary Secretary concerned is not ready with the answer to a question or if the answer to a question has not been received within the time prescribed in sub-rule (1), the Minister or the Parliamentary Secretary concerned shall state, in the House, the reasons therefore.

(2) If the Speaker is satisfied that it was beyond the control of the Minister or the Parliamentary Secretary concerned to have been ready with the answer....

(3) The Speaker may direct that the Minister concerned....

MR DEPUTY SPEAKER: What is this question?

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, the question is that there are four answers.

جناب ڈپٹی سپیکر: کون سا سوال نمبر ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! یہ چاروں سوال ہیں۔ سوال نمبر 4376، 6860، 7905۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: Let me come down to that point first and then you explain your point.

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, are we not supposed to run the House within the Rules of Procedure?

MR DEPUTY SPEAKER: We will go according to the Rules of Procedure. Let it come according to it and raise this question.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! چونکہ یہ رولز کی بات ہے اس لئے آپ راجہ بشارت صاحب سے جواب لے لیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Then your point of order will only be valid when we come to that...

RANA AFTAB AHMAD KHAN: You said that my point of order is valid.

MR DEPUTY SPEAKER: No, I just gave you the floor but at this moment I did not allow any point of order.

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, if this point of order is not valid I don't think you need Rules of Procedure.

MR DEPUTY SPEAKER: I am not saying that it is not valid. I am saying at this juncture while you have just started the question.

RANA AFTAB AHMD KHAN: Sir, my duty is to apprise you right from the start. If you take that question and the answer is there then...

MR DEPUTY SPEAKER: Rana Sahib I am not saying that you are wrong. I am saying that when the question comes, you may raise this point of order again and I will give you the floor. This is what I am saying.

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Ok, sir.

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

مظفر گڑھ میں ایم کیو ایم کے انچارج کا اپنی بیٹی کے اغواء کا جھوٹا مقدمہ درج کروانا

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے تین چار روز پہلے بھی یہاں پر ایم کیو ایم کے حوالے سے بات کی تھی۔اس کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ مظفر گڑھ سے کچھ لوگ ہمیں ملنے کے لئے اسمبلی میں آئے۔ انھوں نے کہا کہ مظفر گڑھ میں ایم کیو ایم کے انچارج جن کا نام غالباً حکیم غلام علی ہے نے کچھ لوگوں پر لڑکی کے اغواء کا جھوٹا مقدمہ درج کروا دیا ہے۔اب ہو کیا رہا ہے؟ وہ لوگ جن کے خلاف پرچہ درج کیا گیا ہے۔وفاقی حکومت ڈی پی او پر پریشر ڈال رہی ہے اور ان لوگوں کو اتنا تنگ کیا جا رہا ہے کہ ان کے گھروں میں عورتیں نہیں ہیں، ان کے گھروں سے بچے بھاگ گئے ہیں۔حتیٰ کہ ان کے گھر میں کوئی بھی نہیں ہے۔

جناب والا! جب ہم یہاں پر یہ issue discuss کرتے ہیں کہ ایم کیو ایم پورے پنجاب میں دہشت گردی پھیلا رہی ہے اور اس کی وجہ سے کرائم ریٹ بڑھ رہا ہے لیکن حکومت کی حالت یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم جمعہ کو جواب دیں گے۔میں اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے حکومت سے درخواست کروں گا کہ مظفر گڑھ میں اتنا بڑا واقعہ ہوا ہے جس کی وجہ سے وہاں دن بدن حالات خراب ہو رہے ہیں اور ایم کیو ایم حالات خراب کر رہی ہے۔میں آپ کی وساطت سے لا منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس particular case کے سلسلے میں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ وہاں پر دہشت گردی پھیلا رہی ہے اور جھوٹے مقدمے قائم کئے جا رہے ہیں۔حکومت اس سلسلے میں جواب دے اور بتائے کہ اس وقت مظفر گڑھ کی کیا صورتحال ہے؟

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! چونکہ یہ معاملہ مظفر گڑھ سے متعلقہ ہے اس لئے میں واضح کرتا ہوں کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ ارشد بگو صاحب کی بات یہاں تک درست ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بچی کو چھپا کر معززین پر اس کے اغواء کا مقدمہ بنایا۔ تین وفاقی وزیر وہاں موقع پر گئے اور انھوں نے اتنا pressure create کیا کہ جب تک یہ بچی برآمد نہیں ہوتی اس وقت تک ڈی پی او اور ڈی آئی جی کو انتہائی under stress رکھا۔ ڈی پی او صاحب موقع پر آئے اور انھوں نے بے گناہ ایس ایچ او اور اس وقت کے سابق یونین ناظم اور سابق ضلع ناظم کے بھانجے کو گرفتار کر کے حوالات میں ڈال دیا لیکن چار پانچ دن بعد بچی والد سے برآمد ہو گئی اور ان کو اسی طرح باہر نکال دیا۔ یہاں تک تو یہ بات درست ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک اور بات بھی دیکھنے والی ہے کہ اس فرد کا ایم کیو ایم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس کو وہاں کے فیوڈلز نے اتنا تنگ کیا نہ تو وہ مہاجر ہے اور نہ ہی اس کا ایم کیو ایم کے ساتھ تعلق ہے۔ اس بندے پر انہوں نے گزشتہ چھ مہینے میں اسی ضلعی نائب ناظم نے جس کا تعلق (ق) لیگ سے ہے اس بیچارے پر اور اس کے رشتہ داروں پر چھ جھوٹے مقدمے درج کروائے گئے جن میں وہ تین تین مہینے جیل کے اندر رہا۔ اس نے وہاں سے نکل کر repercussion اور احتجاج کے طور پر کہا کہ اگر مجھ پر چھ جھوٹے مقدمات درج ہو سکتے ہیں تو جو لوگ مجھ پر درج ہونے والے چھ جھوٹے مقدمات میں گواہ اور مدعی ہیں ان کو زچ کرنے کے لئے کیوں نہ کروں۔

جناب سپیکر! میں بار بار ہاؤس کے اندر یہ کہتا رہا ہوں کہ ضلع مظفر گڑھ کے اندر جھوٹے پرچوں کا ایک طویل سلسلہ چلتا آرہا ہے اور جھوٹے مقدمے درج ہوتے رہے ہیں۔ اب جس آدمی نے اپنی بچی کو چھپا کر جھوٹا مقدمہ درج کروایا ہے وہ میرے سیاسی مخالفین پر کیا ہے لیکن میں یہاں پر برملا اظہار کرتا ہوں کہ اس نے جھوٹا مقدمہ درج کروایا جو کہ اس کو نہیں کروانا چاہئے تھا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک آدمی جس کو آپ نے چھ جھوٹے مقدمات میں victimize کیا ہے اس نے اگر ایک جھوٹا مقدمہ درج کروایا ہے تو وہ آج تین مہینوں سے جیل میں ہے، جو اس پر چھ جھوٹے مقدمات درج ہوئے ہیں تو ان کے گواہ اور مدعی کہاں پڑے ہوئے ہیں۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ حقائق پر مبنی ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائیں اور اس حکیم غلام علی کے لیٹر کو ہاؤس کی کمیٹی دیکھے کہ جو اس

نے مقدمہ درج کروایا ہے وہ جھوٹا ہے لیکن جو اس پر اور اس کے خاندان پر چھ جھوٹے مقدمات درج ہوئے وہ خارج ہو گئے ہیں اس کا reliefاس کو کون دے گا۔ بات یہی ہے کہ ایم کیو ایم کو اس نے مجبوراً adopt کیا اور ایم کیو ایم کو اس نے سہارے اور ہتھیار کے طور پر استعمال کیا،اس کا ایم کیو ایم کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔چونکہ ایم کیو ایم کو پنجاب کے اندر تنظیم سازی کے لئے افراد چاہیئں تو وہ ان میں شامل ہو گیا اور منسٹر ز وہاں گئے۔اب اس خاندان کو بھی ریلیف چاہئے۔ شکریہ

چودھری اصغر علی گجر:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا!میرا ملحقہ تھانہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،فرمائیے!

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔جناب سپیکر!یہ بات درست ہے جو انہوں نے فرمائی ہے۔میں نے صرف یہ بات کرنی ہے کہ یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے کہ چوری کا جواب چوری سے نہیں دیا جا سکتا۔اگر اس شخص کے خلاف جھوٹے مقدمے تھے تو ان کا ازالہ ہونا چاہئے تھا میں بھی یہ بات کہتا ہوں لیکن کہنے والی بات یہ ہے کہ ایک جھوٹے مقدمے کے لئے فیڈرل منسٹر اسلام آباد سے تھانہ دائرہ دین پناہ کیوں پہنچے،انہوں نے آ کر stress کیوں کیا؟تین فیڈرل منسٹر ز ایک جھوٹے مقدمے کی پیروی کے لئے وہاں پر آئے اور انہوں نے بے گناہ لوگوں کو وہاں پر گرفتار کروایا،انہیں سزا دلوائی اور اس کے بعد یہ پتا چلا کہ وہ تو سب کچھ ڈرامہ تھا اور وہ ایم کیو ایم کے آدمی تھے،وہ منسٹر ز بھی ایم کیو ایم کے تھے۔ان کے پاس اتنا فالتو ٹائم ہے کہ وہ تینوں آدمی تھانہ دائرہ دین پناہ پہنچ گئے اور آگے انہوں نے یہ سارا کام کیا۔ہم یہ کہتے ہیں کہ حکومت پنجاب اس بات کا ایکشن لے کہ فیڈرل سے تین ایم کیو ایم کے منسٹر ز اٹھ کر تھانہ دائرہ دین پناہ میں بیٹھ کر ایک غلط کام کرواتے ہیں تو حکومت پنجاب کہاں سوئی ہوئی ہے،انہیں اس بات کا ایکشن لینا چاہئے اور یہ بات پوری طرح واضح ہونی چاہئے کہ کوئی بھی ہو،انصاف اور عدل ہونا چاہئے۔

سید احسان اللہ وقاص:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی۔

گرین ٹاؤن لاہور میں سوئے ہوئے تین افراد کا قتل

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ گزشتہ ایک ہفتے کے دوران گرین ٹاؤن جو میرا حلقہ ہے اس میں تین افراد جو رات کو باہر سوئے ہوئے تھے ان کو ہتھوڑا گروپ کہہ لیں یا پتھر گروپ کہہ لیں انہوں نے ان کو قتل کر دیا۔ یہ وہی سٹائل بوری بند لاشوں کا ہے جو کراچی میں ہو رہا ہے۔ اس علاقے میں کبھی کوئی اس طرح کا واقعہ نہیں ہوا تھا۔ تین افراد کو ایک ہفتے کے اندر قتل کر دیا گیا ہے اور پانچ افراد شدید زخمی ہوئے ہیں، جو غریب لوگ اپنے گھروں کے باہر سوئے ہوئے تھے۔ میں پنجاب حکومت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بوری بند لاشوں کا سلسلہ جو کراچی میں انہوں نے شروع کیا تھا وہی سلسلہ یہ لاہور میں بھی شروع کرنا چاہتے ہیں۔ عام غریب آدمی جس کے پاس اپنے گھر کے اندر سونے کے لئے جگہ نہیں ہے وہ گلی میں کیسے سو سکتا ہے، ان کی انہوں نے نیندیں حرام کر دی ہیں۔ مہربانی کریں اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو کنٹرول کریں اور اس کی اصلاح کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء اینڈ آرڈر پر بحث تو ویسے کل ہو گی لیکن اس سلسلے میں، میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس بارے میں اپنی رپورٹ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! مختصر حقائق تو مجھے اس لئے معلوم ہیں کہ جس وقت واقعہ ہوا تھا اور جیسے ارشد بگو صاحب نے فرمایا اور چودھری اختر صاحب جو وفاقی منسٹر بھی ہیں اور اس کا باقاعدہ کیس چلا گیا تھا اور قومی اسمبلی میں بھی اس پر بات ہوئی تو اس حد تک تو ہم نے اس کی پیروی کی تھی لیکن اب اس میں ultimately ہوا کیا ہے اور موجودہ صورتحال کیا ہے اگر آپ مجھے تھوڑی سی مہلت دیں گے تو میں ڈی پی او مظفر گڑھ سے بات کر کے رپورٹ دے سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کب تک دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں fax کے ذریعے منگوا لیتا ہوں اور آدھے گھنٹے تک میں جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ Let the report come.

معزز اراکین: ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مجھے ایم کیو ایم کی تنظیم سازی سے کوئی اعتراض ہو رہا ہے اور نہ ہی مجھے ایم کیو ایم سے زیادہ ہمدردی ہے لیکن بات یہ ہے کہ on the floor of the House جو دو تین دن سے یہ joint adventure ہو رہا ہے اور میرا خیال ہے کہ آج دوسری یا تیسری دفعہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ باد مخالف ہے جو اسے اور اونچا اڑائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ANT ہو، کوئی بلوچستان کی پارٹی ہو، کوئی اندرون سندھ کی پارٹی ہو، کوئی کراچی سے تعلق رکھنے والی پارٹی ہو، تمام پارٹیوں کو اس بات کا حق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ پنجاب میں کام کریں اور پنجاب کی سیاسی جماعتوں کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ کراچی جا کر کام کریں، بلوچستان میں کام کریں، پشاور میں کام کریں۔ یہی سیاسی جماعتیں پوری ایک فیڈریشن کی زنجیر ہوتی ہیں کہ جس سے قومیں اور وفاق مضبوط ہوتا ہے۔ اب ایک specific target کے تحت ایک ہی بات کو بار بار کرنا، جب ارشد بگو صاحب بات کر رہے ہوتے ہیں تو آپ دیکھیں کہ لاء منسٹر صاحب کے چہرے پر کتنا سکون ہوتا ہے اور کتنی ان کو آسودگی ہو رہی ہوتی ہے۔ میرے دوست شاید سمجھ رہے ہیں کہ میرے اس انداز سے ایم کیو ایم کا کوئی نقصان کر رہے ہیں یا ایم کیو ایم کو اس تنظیم سازی سے روک لیں گے۔ جو سیاسی معاملات ہیں ان کی خبر رکھنے والے ہر آدمی کو پتا ہو گا کہ اس طرح ان کو جتنا روکا یا دھکیلنے کی کوشش کی جائے گی انہیں اتنی پذیرائی ملے گی، اتنا ان کو زیادہ موقع ملے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی جرائم پیشہ افراد کو اپنی تنظیم سازی میں لے رہے ہیں تو اس کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ جو مجرم جرم کرتا ہے اس کے خلاف مقدمہ کریں، اس کے خلاف انکوائری کریں یا تو یہ ہو کہ وہ کراچی سے آدمی لے آئے ہیں اور یہاں پر آ کر انہوں نے criminals کو پھنسا دیا ہے اور وہ جرم کر رہے ہیں۔ وہ لوگ تو پنجاب کے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ on the floor of the House اس طرح سے اس کو اٹھانا کیونکہ پریس اور الیکٹرانک میڈیا یہ ہوا پکڑتا ہے، میں ان دوستوں سے گزارش کرتا ہوں کہ اس باد مخالف کو آپ اس طرح سے نہ چلائیں یہ ان کو اونچا اڑائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں بات کر لوں پھر وزیر قانون صاحب اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کیونکہ رانا صاحب ہمارے دوست اور بڑے سینئر ہیں اور ہم ان سے سیکھتے بھی ہیں۔ اس سے تو کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کوئی سیاسی activities یہاں پر پنجاب یا پاکستان میں کرنا چاہتا ہے بلکہ پنجاب ہی ہمیشہ welcome کرتا ہے۔ نیشنل عوامی پارٹی جب ولی خان کی تھی تو یہاں پنجاب نے ہی اس کو کندھوں پر اٹھایا تھا۔ ہم نے تو یہ کہا ہے کہ یہاں پر جو سٹریٹ کرائم ریٹ بڑھا ہے اس میں ایم کیو ایم کے عہدیداران شامل ہیں۔ آج کی یہ جو discussion ہے یہ اس کا حصہ ہے کہ مظفر گڑھ میں ایک معمولی سا واقعہ ہوا ہے کہ بچی اغواء ہو گئی ہے اور وہ بھی fictitious ہوئی ہے اور تین سنٹرل ایم کیو ایم کے منسٹرز نے تھانے میں آکر ڈی پی او اور ڈی آئی جی پر پریشر ڈال کر پرچہ درج کروا دیا اور لوگوں کو وہاں پر تنگ کرنا شروع کر دیا۔ میں رانا صاحب سے یہ درخواست کروں گا ہمیں سیاسی طور پر کسی سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ "ست بسم اللہ" پنجاب میں آئیں لیکن پنجاب کو گالیاں نہ دیں۔ میں رانا صاحب سے کہوں گا کہ اگر آپ نے پوچھنا ہے کہ ایم کیو ایم کا جو God father بیٹھا ہے اس نے پنجابیوں اور پٹھانوں کے ساتھ کراچی میں کیا کیا ہے؟ جو کراچی میں پنجابی بیٹھے ہیں آپ ان سے پوچھیں کہ ان کی بیٹیوں کو کس طرح سے ذبح کیا گیا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ سیاست کریں لیکن پنجاب اور پاکستان میں ہم کسی کو بدمعاشی نہیں کرنے دیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ مجھے رانا ثناء اللہ صاحب کی گفتگو پر بڑا افسوس ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بلاوجہ point score کرنے والی بات ہے جس کا کسی حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو، وہ بات بیچ میں نکال دیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک joined venture چل رہا ہے۔ کیا یہ joined venture اس حوالے سے ہو سکتا ہے کہ ایک ہماری اتحادی جماعت اور ابھی مجھے یہاں پر بیٹھے چودھری اقبال صاحب یہ فرما رہے تھے کہ کل پرائم منسٹر صاحب کی میٹنگ میں چودھری شجاعت صاحب کی بھی تصویر تھی اور ایم کیو ایم کے پارلیمانی لیڈر کی بھی تصویر تھی اور اس کے بعد پرائم منسٹر صاحب نے یہ بیان دیا کہ اتحادی جماعتیں مل جل کر جمہوریت کے فروغ اور استحکام کے لئے کام کریں گی، اس ملک کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کام کریں گی۔ پرائم منسٹر صاحب نے ان تمام قائدین کی موجودگی میں یہ joint statement دی

اس لئے یہ political point score کرنے کے حوالے سے گورنمنٹ کے کھاتے میں ڈال دینا کہ جی ہم خود کردار ہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ میں ان الفاظ کی مذمت کرتا ہوں۔ رہی بات ارشد بگو صاحب کی کہ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر ایک مسئلہ اٹھایا جس کے متعلق میں نے پہلے ہی کہا کہ یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں بھی اٹھایا گیا ہے اور جس طرح چودھری اصغر صاحب نے کہا کہ جی وفاقی وزراء وہاں گئے ہیں تو اس میں صوبائی حکومت کا تو کوئی قصور نہیں اور میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ جی ایم کیوایم سے تعلق نہیں اگر تعلق نہیں تو بات سامنے آ جائے گی۔ ہم کسی کو زبردستی ملوث نہیں کرنا چاہتے کیونکہ ایم کیو ایم ہماری اتحادی جماعت ہے We have great respect for them. لیکن انہوں نے جو حقیقت point out کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا اس قسم کے پولیٹیکل معاملات سے تعلق تو نہیں ہے لیکن میں نے یہاں پر کوئی اس قسم کی بات نہیں کی جس سے یہ تاثر جاتا ہو کہ ہم نے کسی کو زبردستی ملوث کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ میں نے facts معلوم کر کے بتانے کا کہا ہے اور وہ بھی مقدمے کی حد تک، کسی کی political affiliation اپنی جگہ پر ہے۔ Last time جس دن یہ بات ہوئی تھی تو یہ کہا گیا تھا کہ چونکہ ایم کیوایم پنجاب میں دفاتر کھول رہی ہے اس لئے شاید حکمران پاکستان مسلم لیگ کو اس بات کا ڈر ہے کہ وہ ان کو روکنا چاہتی ہے میں نے اس وقت بھی یہ کہا تھا اور پھر اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ تمام پولیٹیکل پارٹیز جو قانون اور آئین کے دائرے میں رہ کر کام کرنا چاہتی ہیں ان کو کھل کر کام کرنے کی اجازت ہے۔ ہم نے کسی کو دفاتر کھولنے سے روکا ہے نہ ہی آئندہ روکیں گے لیکن اس کے ساتھ اس صوبے میں امن وامان کو قائم رکھنا بھی ہماری ذمہ داری ہے اس میں خواہ کوئی ہمارا اتحادی ہو، دوست ہو، بھائی ہو، چاہے ٹریژری بنچز کا کوئی شخص ہو اگر وہ اس میں خلل ڈالنے کی کوشش کرے گا تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ Thank you

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! محترم لاء منسٹر صاحب کو میری بات بڑی ناگوار گزری، دراصل بات یہ ہے کہ جہاں تک بگو صاحب کی بات ہے۔ وہ ٹھیک ہے جماعت اسلامی اور ایم کیوایم کا ایک معاملہ کراچی میں بھی سننے میں آتا ہے ٹھیک ہے انہوں نے ایک بات کی کہ جناب! سٹریٹ کرائم ایم کیوایم کی تنظیم سازی کی وجہ سے بڑھ رہا ہے۔ اب اس کے جواب میں اس دن جو راجہ صاحب نے فرمایا کہ جی کچھ ٹھیک بھی ہے، کچھ نہیں بھی ٹھیک۔ بات یہ ہے کہ یہ باتیں اس وقت سے ہونا شروع ہوئی

ہیں جس وقت سے ان کی رابطہ کمیٹی نے کہا کہ یہ سارے لوٹے ہیں اور چودھری شجاعت ان لوٹوں کا سردار ہے ورنہ اس سے پہلے اگر بگو صاحب یہ بات کرتے تو میں دیکھتا کہ یہ کس طرح سے کہتے ہیں کہ کچھ ٹھیک بھی ہے کچھ نہیں بھی ٹھیک۔ آج بگو صاحب نے اپنے الزام کو دوبارہ دہرایا ہے لاء منسٹر کے لئے مناسب عمل یہ تھا اگر وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی political point scoring نہیں ہے ان کے لئے مناسب عمل یہ تھا کہ یہ آج کہتے کہ جناب! آپ نے یہ version آج سے اتنے دن پہلے دیا تھا کہ ان کی تنظیم سازی کی وجہ سے سٹریٹ کرائم بڑھ رہا ہے میں نے اس کی انکوائری کرائی ہے ان کے اتنے عہدیدار فلاں فلاں کیسز میں involved ہیں یا پھر آج اٹھ کر کہتے ہیں کہ جناب! میں نے انکوائری کروائی ہے کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آج وہ پھر یہی کہہ رہے ہیں کہ کچھ ٹھیک بھی ہے، کچھ نہیں بھی ٹھیک۔ اس بات پر مجھے اعتراض ہے اور اس سے میں سمجھا کہ شاید یہ joint venture ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن رانا صاحب! آج کا question is different، وہ اور بات تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں ان کی یادداشت کو درست کرنے کے لئے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس دن میں نے کہا تھا، اخباری اطلاعات کے مطابق ہمارے نوٹس میں یہ بات آئی ہے اور اس حد تک یہ بات درست ہے۔ میں نے بالکل کہا تھا اور اگر آپ کو یاد ہو اور اگر آپ حاضر دماغی سے ایوان میں بیٹھتے ہوں تو میں نے کہا تھا کہ ہم نے جو انکوائری کی ہے اس کی رپورٹ لاء اینڈ آرڈر پر General Discussion میں جمعہ کے دن دیں گے اور تیسری بات یہ کہ آج بھی میں نے یہی کہا ہے کہ میں چیک کر کے بتا سکتا ہوں اور آخری بات جو آپ نے فرمایا ہے کہ یہ بات اس وقت سے شروع ہوئی ہے کہ جب چودھری شجاعت صاحب سے متعلق بیان دیا گیا ہے تو آپ کی اطلاع کے لئے بگو صاحب نے اس سے پہلے بات کی تھی اس کے بعد نہیں کی۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Anyhow, let's go now.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میری یادداشت پر اور یاددہانی پر بھی شبہ ہے، یہ اس بات پر bet لگا لیں کہ بگو صاحب نے جس دن بات کی تھی، لوٹوں اور لوٹوں کا سردار اس سے پہلے کہا یا بعد میں کہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: anyhow آج یہ جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا گیا تھا This is a separate issue. اس دن جو سوال کیا گیا تھا اس کا جواب جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ اس دن انہوں نے یہی کہا تھا اور آج جو بات کی اس حوالے سے بھی کہا کہ میں معلوم کر کے اس کی رپورٹ دوں گا Let

the report come. پھر کل امن عامہ پر بحث ہے۔
Again you can take up this issue. You will be provided all the chances.

سوالات

(محکمہ جات صنعت، کانکنی و معدنی ترقی اور خزانہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔
Now we go down to question No. 1196. Mohtarma Anjum Sultana.

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر .on her behalf Question No. 1196 محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ مسلسل ایک سال سے یہ سوال کر رہی ہیں۔ ہر Question Hour میں ان کا یہ سوال موجود ہوتا ہے کہ بلال لطیف جو ان کے گھر میں ملازم ہے تو اس دن بھی میں نے اور شاہ صاحب نے ہاتھ جوڑ کر اپوزیشن کی طرف سے درخواست کی تھی کہ وہ گریڈ 2 اور گریڈ 4 کے ملازم ہیں خدا کے لئے ان کو ملازمت دے دی جائے۔ میں ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہوئے اپنے بھائیوں اور بہنوں سے درخواست کروں گا کہ آپ ذرا مل کر ہماری request لاء منسٹر صاحب سے کہہ دیں کہ ان کے دو آدمیوں کو ملازمت دے دیں تاکہ ہر Question Hour میں ان کا یہ سوال آنا بند ہو جائے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کیا ارشد بگو صاحب کو انہوں نے اس کیس میں وکیل کیا ہوا ہے کہ یہ انجم سلطانہ صاحبہ کی بڑی وکالت کرتے ہیں۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ از راہ ہمدردی کر رہے ہیں۔ ویسے ان کی بات اس حد تک بالکل صحیح ہے کہ ان کے اکثر سوالات اس قسم کے ہوتے ہیں۔ جی، وزیر معدنیات!

اوکاڑہ میں محکمہ مائنز اور منرل ڈویلپمنٹ کے اقدامات اور اغراض و مقاصد

*1196: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر کانکنی و معدنی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع اوکاڑہ میں محکمہ مائنز و منرل ڈویلپمنٹ عوام کی بھلائی اور سہولت کے لئے کیا کیا اقدامات کر رہا ہے اور اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

(ب) ضلع اوکاڑہ سے صوبائی سطح تک محکمہ کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے آفیسرز کے نام اور ایڈریس بیان کئے جائیں؟

وزیر کانکنی و معدنی ترقی:

(الف) محکمہ مائنز اور منرلز، پنجاب کے اغراض و مقاصد معدنیات کی نکاسی و ترقی کو ریگولیٹ کرنا ہے ضلع اوکاڑہ میں سوائے عام ریت کے کسی معدنیات کی دریافت اور نکاسی نہ ہے۔ ضلع اوکاڑہ میں محکمہ مائنز اور منرلز نے عام ریت کے 18 بلاک بنائے ہوئے ہیں جن کو وقتاً فوقتاً بذریعہ نیلام عام الاٹ کیا جاتا ہے۔ ضلع اوکاڑہ سے سابقہ مالی سال 02-2001 کے دوران مبلغ -/2,214,979 روپے کا ریونیو وصول ہوا تھا اور فی الحال ضلع اوکاڑہ میں محکمہ مائنز اور منرلز کی کوئی ترقیاتی سکیم زیر غور نہ ہے۔

(ب) محکمہ مائنز اور منرلز پنجاب کا ایک سب آفس ساہیوال میں موجود ہے جس کا دائرہ اختیار تین اضلاع (ضلع ساہیوال، ضلع اوکاڑہ اور ضلع پاکپتن) پر مشتمل ہے جس کا سربراہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائنز اور منرلز ہے۔ اس وقت جناب خالد محمود صدیقی بطور اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائنز اور منرلز کام کر رہے ہیں۔ صوبائی سطح کا انتظامی ڈھانچہ درج ذیل ہے:۔

1۔ جناب شاہد رشید صاحب سیکرٹری، انڈسٹریز، مائنز اینڈ منرلز، سول سیکرٹریٹ، لاہور فون نمبر 5-042-9210534

2۔ جناب عبدالستار میاں ڈائریکٹر جنرل مائنز اینڈ منرلز، پونچھ ہاؤس، ملتان روڈ، لاہور فون نمبر 042-9212724

3۔ چودھری امجد علی، ڈائریکٹر (لائسنسنگ) ادنیٰ معدنیات، پونچھ ہاؤس، ملتان روڈ، لاہور فون نمبر 042-9212724

4۔ جناب افضال حمید بٹ، ڈپٹی ڈائریکٹر (ادنیٰ معدنیات) لاہور ریجن، پونچھ ہاؤس، ملتان روڈ، لاہور فون نمبر 042-7586276

5۔ جناب خالد محمود صدیقی، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، مائنز اینڈ منرلز السعید ٹاؤن، نور شاہ روڈ، نزد قریشی ہسپتال، بالمقابل مال منڈی، ساہیوال۔ فون نمبر 0441-55460

جناب ڈپٹی سپیکر: ?Any supplementary question کوئی supplementary question نہیں ہے۔ Next is1553 محترمہ نورالنساء ملک!

محترمہ زیب النساء قریشی: سوال نمبر 1553۔ On her behalf

فیصل آباد اور بہاولنگر میں خواتین کے لئے اتوار بازاروں کی سہولت

*1553: **محترمہ نورالنساء ملک:** کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شہر کی طرح صوبہ کے کن کن شہروں میں اتوار بازار لگائے جاتے ہیں ان شہروں کے نام بیان فرمائیں؟

(ب) کیا حکومت فیصل آباد اور بہاولنگر میں خواتین کے لئے بھی علیحدہ علیحدہ اتوار بازار لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت:

(الف) پنجاب کے تمام بڑے بڑے شہروں میں جمعہ /اتوار بازار لگائے جاتے ہیں ایسے چھوٹے شہر مثلاً بہاولنگر، بھکر، لیہ، خوشاب، راجن پور وغیرہ جن کی زیادہ تر آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے اور کاشتکاری کے شعبے سے منسلک ہے وہاں ان بازاروں کا رجحان نہیں ہے لیکن ماہ رمضان میں ہر سال یہ بازار عوام کی سہولت کے لئے باقاعدگی سے لگائے جاتے ہیں۔

(ب)

1۔ فیصل آباد شہر میں خواتین کے لئے دو اتوار بازار لگائے جارہے ہیں دیگر ٹاؤنز میں بھی لگانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

2۔ بہاولنگر میں ایسے اتوار بازار کامیاب ہونے کے امکانات بہت کم ہیں۔

محترمہ زیب النساء قریشی: اس سوال کے حصہ (ب) میں جواب یہ دیا گیا ہے کہ "فیصل آباد شہر میں خواتین کے لئے دو اتوار بازار لگائے جارہے ہیں دیگر ٹاؤنز میں بھی لگانے کی کوشش کی جارہی ہے۔" تو میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کون کون سے ٹاؤنز میں خواتین کے اتوار بازار

لگانے کی کوشش کی جارہی ہے اور دوسری بات یہ کہ کیا دکاندار بھی خواتین ہوں گی اور تیسری بات یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا حکومت بڑے شہروں میں خواتین کے لئے کوئی مارکیٹ بھی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ وہ اپنے مال کو تیار کر کے وہاں بیچ سکیں اور خواتین ہی وہاں کی خریدار ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد کے جو ٹاؤنز ہیں وہاں پر عورتوں کے لئے سپیشل بازار لگوانے کی کوشش کی گئی تھی جو کہ کامیاب نہیں ہو سکی۔ وہاں پر لوگوں کی خواہش تھی کہ وہاں پر دکاندار بھی عورتیں ہی ہوں اور خریدار بھی عورتیں ہی ہوں۔ ہم نے کوشش کی تھی لیکن وہاں پر اس طرح کا کوئی انتظام نہیں ہو سکا کہ عورتیں ہی سٹال لگائیں۔ اتوار بازاروں میں لوگ کپڑا یا فیشن کی چیزیں نہیں خریدنے جاتے بلکہ زیادہ تر روزمرہ کی اشیاء سبزیاں، دالیں، گھی وغیرہ خریدنے جاتے ہیں اس لئے ہمیں ٹاؤنز میں عورتوں کے اتوار بازار لگانے میں کامیابی نہیں ہو سکی کیونکہ ہمیں اتوار بازار میں دکانیں لگانے کے لئے عورتیں نہیں مل سکیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم نے وہاں پر کوشش کی مگر جز (ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ فیصل آباد شہر میں خواتین کے لئے دو اتوار بازار لگائے جا رہے ہیں۔ یہ بتادیں کہ کس جگہ پر لگائے جا رہے ہیں، انھوں نے خود کہا ہے کہ لگائے جا رہے ہیں اور دوسری طرف یہ negate کر رہے ہیں کہ ہم نہیں لگا رہے کیونکہ کامیاب نہیں ہوئے اور عورتیں وہاں پر نہیں ہیں اگر یہ لگ رہے ہیں تو کس جگہ لگ رہے ہیں؟

وزیر صنعت: جناب سپیکر! یہ اتوار بازار لگائے گئے تھے۔ یہ 2004 کا جواب ہے۔ اب وہ نہیں چل رہے ہیں۔ اس وقت تھوڑی دیر کے لئے کوشش کی گئی تھی۔ وہ کامیاب نہیں ہوئے تھے۔ اب وہ بند کر دیئے گئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ کی رولنگ ہے کہ جس دن یہ جواب پڑھا جائے، اس دن جواب کو update کیا جائے۔ ان کا جواب 06-08-03 کا ہے۔ یہ دو ماہ پہلے کا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ لگائے جا رہے ہیں۔ یہ کس وقت بند کئے گئے ہیں۔ یہ 06-08-03 تک تو چلا رہے ہیں۔ ابھی دو ماہ ہوئے ہیں، ایک تو رمضان کا مہینہ آ گیا ہے۔

Providing a wrong information to the House is a Breach of privilege

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سوال میں یہ وضاحت تو نہیں ہے کہ خواتین کے لئے خواتین کے ذریعے ہی بازار لگایا جائے۔ جی، محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ جہاں اتوار بازار لگائے جاتے ہیں تو اس میں امتیاز نہیں ہے کہ مرد لگائیں یا عورتیں لگائیں۔ وہاں پر تو عوام کو سہولت دینے کا مقصد ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ وہاں پر رجحان نہیں ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ کیا وہاں انسان نہیں بستے۔ اس میں رجحان والی کیا بات ہوئی پھر یہ کہہ رہے ہیں کہ ماہ رمضان میں باقاعدگی سے لگائے جاتے ہیں۔ مجھے ذرا یہ بتادیں کہ کس تاریخ کو کس مہینے میں اور کب یہ بازار بہاولنگر میں لگائے گئے ہیں۔ وہاں اس بازار نام کی کوئی چیز اب تک arrange کی گئی اور نہ ہی گورنمنٹ کی پالیسی میں یہ ہے اور نہ اس قسم کی کوئی کارروائی کی ہے۔ مجھے یہ بتادیں کہ یہ بہاولنگر پر کب مہربانی کریں گے اور کب تک وہاں یہ سہولتیں دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں نے اپنے جواب میں بھی لکھا ہے کہ جو چھوٹے شہر ہیں، جہاں قریب قریب دیہات ہیں۔ وہاں اتوار بازار کامیاب نہیں ہیں۔ اتوار بازار صرف ان جگہوں پر کامیاب ہیں جو بڑے شہر ہیں۔ وہاں پر زیادہ لوگ خریداری کے لئے آتے ہیں۔ جہاں پر دیہاتی ماحول ہے وہاں پر زیادہ لوگ اتوار بازاروں میں خریداری کرنے کے لئے نہیں آتے۔ ہم نے چھوٹے شہروں میں جہاں بھی اتوار بازار لگانے کی کوشش کی ہے وہاں پر کامیابی نہیں ہو سکی۔ بڑے شہروں کے باہر بھی ہم نے جو اتوار بازار لگائے ہیں وہ بھی کامیاب نہیں ہوئے۔ جہاں اتوار بازار کامیاب ہیں تو وہ صرف بڑے بڑے شہروں میں کامیاب ہیں۔ چھوٹے شہروں میں کامیاب نہیں ہیں اس لئے بہاولنگر میں چھوٹے اتوار بازار لگانے کی کوشش کی گئی تھی جو کامیاب نہیں ہو سکی یا ہم نے بہت سی جگہوں پر اتوار بازار لگانے کی کوشش کی ہے جو کامیاب نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! اگر محترمہ چاہتی ہیں کہ وہاں پر اتوار بازار لگنا چاہئے تو ہم ڈی سی او صاحب کو ہدایت کر دیتے ہیں کہ وہاں پر اتوار بازار لگانے کا انتظام کریں۔ محترمہ وہاں جا کر ان کو مل لیں۔ اتوار بازار لگانے کا مقصد یہ ہے کہ وہاں دکانداروں کی بھی sale ہو تب ہی وہ اتوار بازار لگائیں گے۔

وہاں پر خریداروں کا رش بھی ہو تب ہی وہ کامیاب ہوں گے۔ محترمہ اگر کہہ دیں تو ہم ڈی سی او کو ہدایت کر دیں گے اور وہ اتوار بازار کا انتظام کر دیں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انھوں نے کہا ہے کہ وہاں پر یہ نظام کامیاب نہیں ہوا تو مجھے یہ بتائیں کہ یہ کوشش انھوں نے کب کی تھی؟ ڈی سی او سے تو میں خود بھی مل لوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ interested ہیں تو وہ ڈی سی او کو کہہ دیتے ہیں۔ آپ ان سے مل لیں۔ وہ لگا دیتے ہیں۔ ویسے میرا ذاتی تجربہ ہے کہ دیہاتوں میں اتوار بازار اور جمعہ بازار تو نہیں لگتے البتہ مویشی منڈیاں لگتی ہیں۔ اس میں یہ سب کاروبار چلتا ہے۔ ایک قسم کے وہ بھی اتوار اور جمعہ بازار ہیں۔ اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: سوال نمبر 4736 On his behalf جناب سپیکر! میرا پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ under the rules جب ایک سوال admit ہو جاتا ہے۔ It is mandatory to provide the answer within 8 days اور اس سوال کا جواب ابھی تک مجھے موصول نہیں ہوا جو کل answer sheet ملی ہے۔ اگر اس کا جواب نہ آئے تو یہ 48 گھنٹوں سے کم آئے تو اس کو entertain نہیں کر سکتے اور this is breach of privilege of the House کہ جب آپ کا محکمہ اڑھائی اڑھائی سال جواب نہیں دیتا۔ اس اسمبلی کی مدت ختم ہو رہی ہے اور آپ کے جوابات اب آ رہے ہیں۔ وزیر صاحب پہلے اس delay اور جواب نہ آنے کا جواب دے دیں تو پھر میں ضمنی سوال کروں گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو پوائنٹ آف آرڈر محترم رانا آفتاب صاحب نے اٹھایا ہے۔ میں بھی اسی حوالے سے آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ شروع دن سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ آپ نے بھی پہلے اسے ایک دو مرتبہ observe کیا ہے کہ یہاں بلال لطیف اور اتوار بازاروں سے متعلق سوالات کے جوابات تو آ جاتے ہیں اور ایسے جواب جن کا تعلق پورے صوبے کے عوام کی فلاح سے ہو، جن کا تعلق اس پورے ہاؤس کی کارکردگی سے ہو تو ان کے جواب آتے ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب دلاؤں گا کہ یہ سوال نمبر 4736 ہے اس میں یہ پوچھا گیا تھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اعلان کیا تھا کہ کسانوں کو صوبہ کے زیر انتظام بنکوں سے یعنی پنجاب بنک سے 7 فیصد مارک اپ پر قرضہ دیا جائے گا لیکن وہ قرضہ 11 فیصد پر دیا جا رہا ہے اس کی

کیا وجہ ہے؟ یہ پوچھا گیا تھا۔ یہ ایک بنیادی سوال تھا جو کہ اس صوبے کی 70 فیصد آبادی کے مفادات سے منسلک تھا۔ اس سے آگے سوال نمبر 6860 میں ریکروٹمنٹ کے بارے میں پوچھا گیا تھا کہ پنجاب بنک میں کتنے افراد بھرتی ہوئے اور اس کے بعد پوچھا گیا تھا کہ کیا بھرتی سے پہلے پابندی ختم ہو چکی تھی۔ اگر بھرتی پر پابندی ختم ہو چکی تھی تو تاریخ اور اخبار کا نام بتایا جائے۔ اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔ اسی طرح سے تیسرا سوال 7905 ہے کہ یکم جنوری 2002 سے آج تک دی بنک آف پنجاب نے جن افراد کا قرضہ معاف کیا ہے، اس کی تفصیل دی جائے۔ اس عرصہ کے دوران کتنے افراد کا قرضہ ری شیڈول کیا گیا ہے۔ اس وقت بنک کے ڈیفالٹرز کی تعداد مع تفصیل دی جائے۔ اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔

اس کے بعد آپ دیکھیں کہ سوال نمبر 8179 کتنا اہمیت کا حامل ہے اور اس کا جواب بھی نہیں دیا گیا۔ اس میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب میں قرارداد پاس ہونے پر پنجاب بنک نے ٹریکٹر لون 11 فیصد سے کم کر کے 10 فیصد اور کھاد، بیج کے لئے لون 9 فیصد سے ساڑھے آٹھ فیصد کر دیا ہے۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب کے احکامات پر پنجاب بنک نے لون پر مارک اپ کو کم کر دیا مگر اس کے ساتھ ہی ٹریکٹر لون پر ایک فیصد سروس چارجز اور کھاد، بیج لون پر 0.5 سروسز چارجز لگا کر حساب برابر کر دیا ہے۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ اب اس بنک نے قرضوں پر مارک اپ کی شرح کراچی آفر ریٹ کے ساتھ relate کر دی ہے اور زمینداروں سے 14 فیصد مارک اپ وصول کیا جا رہا ہے جبکہ سروس چارجز اس کے علاوہ ہیں۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ اس بنک نے loan پر انشورنس ریٹ بھی عمر کے مطابق کر دیئے ہیں اور ان کی شرح بھی بڑھا دی گئی ہے۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب بنک اب تمام مارک اپ ملا کر زمینداروں سے loan پر تقریباً 24 فیصد مارک اپ وصول کر رہا ہے۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ زمینداروں سے loan پر crop insurance اور life insurance از بردستی کروائی جاتی ہے۔ کیا حکومت پنجاب زمینداروں سے loan پر زیادہ مارک اپ کے ریٹ کو کم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر! اب یہ دیکھیں کہ اس سوال کے جواب میں کتنی بنیادی چیزیں سامنے آتی تھیں اور اس کا جواب بھی نہیں دیا گیا۔ یہ چاروں کے چاروں سوال "دی بنک آف پنجاب" سے متعلقہ ہیں اور اس صوبے کی 70 فیصد آبادی کا جس پیشے سے تعلق ہے ان کے مفادات سے متعلقہ ہے۔ یہ تقریباً دو دو سال، چھ چھ ماہ پرانے سوال ہیں اور اس کے باوجود ہاؤس میں ان کا جواب نہیں

دیا گیا۔اب اگر میں پھر وہی بات کروں گا اور میرا خیال ہے کہ آج راجہ صاحب پہلے ہی کچھ جذباتی ہوئے بیٹھے ہیں۔[*******]

جناب ڈپٹی سپیکر:ان کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان:جناب سپیکر!جن سوالات کا جواب اس ایوان کے مفاد میں ہے،اس ایوان کی affectiveness کو ثابت کرنے کے لئے اور اس صوبے کے عوام کے لئے ہے ان کا جواب نہیں دیا جاتا اور اگر کوئی بلال لطیف کی ملازمت کا مسئلہ ہے یا کوئی اتوار بازار کا مسئلہ ہے تو اس قسم کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Let the Finance Minister reply it.

جناب ارشد محمود بگو:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میں ابھی آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو:جناب سپیکر!یہ اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس پر کافی بحث ہو گئی ہے۔ Let him say something.

جناب ارشد محمود بگو:جناب سپیکر!میں رولز کے مطابق یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ رولز 54 ہے جو اس کو ڈیل کرتا ہے کہ اگر سوال کا جواب ہاؤس میں نہ آئے۔یہ میں پڑھ دیتا ہوں اس پر مجھے آپ کی رولنگ بھی چاہئے۔

DELAY AS TO ANSWER.-

(1) If the Minister or the Parliamentary Secretary concerned is not ready with the answer to a question or if the answer to a question has not been received within the time prescribed in sub-rule (1), the Minister or the Parliamentary Secretary concerned shall state, in the House, the reasons therefore.

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(2) If the Speaker is satisfied that it was beyond the control of the Minister or the Parliamentary Secretary concerned to have been ready with the answer, the question shall be put for answer on the next day allotted for that Department.

(3) The Speaker may direct the Minister concerned shall enquire into the matter and report the result of the inquiry, including the action taken, if any, to the House on the next day allotted for that Department.

جناب سپیکر! یہ یہاں پر تو reason بتادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب تو آپ خود دے رہے ہیں۔ جو منسٹر نے جواب دینا ہے وہ آپ نے خود ہی پڑھ دیا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: میں نے تو رولز پڑھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں جو سوال آپ نے raise کیا ہے اس کا جواب تو خود آپ نے پڑھ دیا ہے۔ وہ ان کی طرف سے آنا تھا وہ آپ نے پڑھ دیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اگر 48 گھنٹوں سے پہلے سوال کا جواب نہ آئے تو آپ اس کو entertain نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لیٹ آیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ڈیفالٹرز کی لسٹ کے نام کون سے ہیں یہ آپ دیکھ لیں۔ باقی کون ہیں جن کے اس میں نام چل رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! منسٹر فنانس اس کا جواب دیتے ہیں۔ ان کو آپ جواب تو دینے دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! لیفٹیننٹ جنرل محمد امجد، میجر جنرل رحمت اللہ خان، بریگیڈئر غلام حسین۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بات آپ کی بالکل بجا ہے لیکن منسٹر فنانس کو جواب تو دینے دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! سوال کے جواب اسی لئے نہیں آ رہے ہیں کیونکہ یہ loan write off ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے جواب تو دینے دیں پھر اس کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔ جی، منسٹر فنانس!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بات بالکل درست ہے کہ آج جو چار سوال mention کئے ہیں ان کے جواب بد قسمتی سے رانا ثناء اللہ صاحب جو پڑھتے رہے ہیں وہ درست نہ ہیں، ان کے جواب آ چکے ہیں اور آج ہاؤس میں جو کاپیاں دی گئی ہیں ان کے ساتھ لف ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن میں اسے کوئی گھر سے چھاپ کر نہیں لے آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! Let him finish then I will give the floor to you. آپ ان کو بولنے تو دیں پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، منسٹر فنانس!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! چار سوال تھے جو بنک آف پنجاب سے متعلقہ تھے۔ سپیکر صاحب نے بارہا یہ ہدایات جاری کی ہیں کہ جس وقت بھی ہاؤس میں جواب دیا جائے وہ updated ہو۔ جو سوال اس وقت under discussion ہے یہ 2004 میں پوچھا گیا۔ اس کا جواب مجھے بنک سے مختلف شکلوں میں موصول ہوتا رہا، میں اس سے مطمئن نہیں تھا۔ جس وقت مجھے satisfactory جواب ملا تو اس کو اسمبلی کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ اگر آپ دیکھیں جو باقی سوالات ہیں ان تمام سوالات میں ہم نے updated as on today information دی ہوئی ہے کہ 2006 میں کیا ہو رہا ہے اور بنک آف پنجاب ذمہ داروں کے ساتھ اور باقی تمام معاملات میں بھلے ریکروٹمنٹ ہو، بھلے ڈیفالٹرز کی لسٹ ہو وہ تمام تفصیلات ایوان کے تمام معزز اراکین کے پاس پہنچ چکی ہیں۔ میں اپنے اپوزیشن کے ساتھیوں کو ایک اور humble submission دوں گا کہ جتنا وقت ہم نے اس وقت discussion پر لگایا ہے۔ بہت ہی مناسب ہوا اور میں ضرور چاہتا ہوں کہ ہم ان تمام سوالات کو آج ضرور ٹیک اپ کریں اور ان سے ایوان کو اور معزز movers کو آگاہ کیا جائے۔ بہت شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب ذرا دوبارہ رولز 53 پڑھیں۔

Questions which have not been disallowed shall

be entered in the List of Questions for the day and the answers, if received from the Minister concerned not later than forty-eight hours before the commencement of the question hour

اب یہ دیکھیں کہ don't you think this is violation of the rules اور اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو کل receive ہوئے ہیں۔ انہوں نے کس رولز کے تحت یہاں enter کئے ہیں؟

وزیر خزانہ: راناآفتاب صاحب میرے خیال میں میری صحیح طرح سے بات سمجھ نہیں سکے۔ میں نے گزارش یہ کی ہے کہ جواب موصول ہو چکے تھے اور یہ جو delay ہے غلط جواب دینے سے بہتر ہے کہ اسمبلی کو صحیح information دی جائے۔ delay یقیناً ہوا ہے لیکن جو درست information تھی وہ اسمبلی کو پاس کی گئی ہے۔

راناآفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Delay is of two years and ten months اور یہ مجھے بتائیں کہ کس رول کے تحت یہ entertain کر رہے ہیں۔ یہ رولز 53 کی violation ہے، 48 hours سے پہلے جو receive ہوتا ہے اس کے بعد .you can't entertain it یہ تو رولز میں ہے لیکن انہوں نے کس رولز کے تحت entertain کیا ہے؟

راناثناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

راناثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ایک تو وزیر موصوف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جس answer sheet سے میں نے جواب پڑھے ہیں وہ answer sheet کل یہاں پر تقسیم کی گئی ہے اور ایک دن پہلے اس کے تقسیم کئے جانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ questions پر ممبران تیاری کر کے آئیں اور ضمنی سوال کر سکیں۔ اگر انہوں نے اس طرح سے جواب داخل کرنے ہیں اور جو 48 hours سے پہلے داخل کرنے کی جو condition ہے اس کو انہوں نے اس طرح سے violate کرنا ہے یا تو پھر یہ کم از کم ایسا کرتے کہ اگر ان کے پاس کل جواب آگیا تھا تو یہ کل اس کو علیحدہ circulate کر دیتے۔ اب جب ایک دن پہلے سیکرٹریٹ جو answer sheet دے گا اس میں لکھا ہو کہ جواب موصول نہیں ہوا اور یہ خاموشی سے کہتے ہیں کہ وہ لیٹ ہو گیا ہے۔ جبکہ وہ

اس condition سے hit کرتا ہے جو کہ 48 hours کے بعد موصول ہونے والے جواب کو entertain نہیں کیا جا سکتا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ سیکرٹریٹ کو اس بات کا پابند کریں کیونکہ اسمبلی سیکرٹریٹ سے اس سے پہلے بھی یہ شکایت ہے کہ کوئی تحریک التوائے کار کسی انتہائی اہمیت کے حامل معاملے سے متعلق ہو تو اس کو بھی reject کر دیا جاتا ہے، کوئی سوال بنیادی نوعیت کا ہو اس کو بھی reject کر دیا جاتا ہے اور اس قسم کے عام فہم سوالات اور تحاریک التوائے کار کو entertain کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہاں کی رولز کی پابندی ہے کہ یہ جواب کل سیکرٹریٹ کو نہیں پہنچا، اگر پہنچا تھا تو سیکرٹریٹ نے circulate کیوں نہیں کیا اور اگر کل نہیں پہنچا تھا تو پھر آج انہوں نے 48 hours کی condition کو violate کر کے کس طرح ہاؤس میں اس کو circulate کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ ابھی جو آخری بات رانا صاحب نے فرمائی ہے یہ بالکل درست ہے کہ اگر ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جواب 48 گھنٹے کے اندر نہیں آیا اور وہ وقت گزر چکا ہے تو پھر یہ question entertain نہیں کرنا چاہئے تھا اور محکمے کی طرف سے یہاں پر جواب صرف یہی ہونا تھا کہ جواب موصول نہیں ہوا اور جواب نہ دینے کی delay متعلقہ منسٹر explain کر دیتے۔ چونکہ سوال کا short of time جواب دیا گیا، اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے آگیا تو یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اب میری گزارش یہ ہے کہ حکومت یعنی فنانس منسٹر صاحب باقاعدہ طور پر ان سوالات کے جوابات دینے کے لئے تیار ہیں اور جو جوابات اب آچکے ہیں ان کے وہ جواب دیں گے۔ جس طرح محرکین نے سوالات کئے ہوئے ہیں ان کی تسلی کے مطابق جواب دینے کے لئے تیار ہیں چاہے آج لیں، چاہے اگلے Question Hour میں لیں یہ جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ گورنمنٹ اگر کوئی facts چھپانا چاہتی تو وہ جواب ہی نہ دیتی لیکن جس طرح فنانس منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ انہوں نے latest position آپ کے سامنے رکھ دی ہے اور وہ جواب دیں گے۔ میں اصل بات جو آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا تھا، رانا صاحب! میں آپ کی بھی توجہ چاہوں گا، ارشد بگو صاحب اور رانا آفتاب صاحب کی بھی توجہ چاہوں گا کہ ہمیشہ صرف گورنمنٹ کی کارکردگی کے حوالے سے یہاں پر کہا جاتا ہے کہ تین تین

سال پرانے سوالات آرہے ہیں میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ رکھیں اور اس میں ہم سارے لوگ بیٹھ کر یہ طے کریں کہ جو چار سال پرانے یا تین سال پرانے سوالات پڑے ہوئے ہیں ان کی fate کیا ہونی چاہئے اس کے متعلق کوئی لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے کیونکہ یہ صرف اور صرف وقت کا ضیاع ہے کہ تین سالہ پرانی بات کو ہم یہاں پر چھیڑ کر بیٹھ جاتے ہیں میرے خیال میں ہمیں اگر کوئی سپیشل اجلاس رکھ کر ان تمام سوالات کو dispose of بھی کرنا پڑے تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ آپ وقت بڑھادیں، دو دن کا رکھیں، پورا پورا دن وقفہ سوالات کا ایک ایک ڈیپارٹمنٹ کے لئے رکھ دیں حکومت کی طرف سے آپ تمام ممبران کو کھلی offer ہے کہ ہم ان تمام سوالات کو on the floor of the House dispose of کرانا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا آئیڈیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم time limit بڑھادیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ جو کمیٹی رولز کو دیکھ رہی ہے اس کے چیئرمین بھی آپ ہی ہیں۔ ان میں کچھ سفارشات آئی بھی تھیں میرے خیال میں ان کو ابھی تک finalize نہیں کیا جا سکا۔ اس سلسلے میں ان معاملات کا بھی حل کچھ نہ کچھ موجود ہے۔ آپ کی recommendations کو ان رولز میں ترامیم کے لئے لے آئیں اور یہ جو آج چار سوالات ہیں جو کہ انتہائی اہمیت کے حامل ہیں ان کو آپ کل تک pending فرمادیں تاکہ ہم ان پر تیاری کر کے آئیں اور اس کے بعد یہ discuss ہو جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ چاروں سوالات pending کئے جاتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو offer وزیر قانون نے کی ہے۔ رولز کی کمیٹی کو آپ چیئر کر رہے ہیں۔ آپ اس کمیٹی کی کوئی تاریخ مقرر فرمادیں تاکہ رولز میں جتنی ترامیم یا جو بہتری لائی جا سکتی ہو لائی جا سکے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جس طرح راجہ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہو جائے اس میں اس کمیٹی کے حوالے سے بات ہو جائے اور عام بحث بھی ہو جائے۔ میری اطلاع کے مطابق 30/35 ہزار سوالات مختلف محکموں کے ابھی تک پڑے ہیں۔ اگر ہم

کوئی فارمولا طے کر لیتے ہیں تو اس سے میں سمجھتا ہوں کہ ایک تو اسمبلی کا بوجھ بھی کم ہو گا اور ممبران بھی اس سے فارغ ہوتے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ وزیر قانون صاحب سے کمیٹی کی تاریخ مقرر کر لیتے ہیں۔ کل رکھیں یا پیر کو؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر بے شک کل رکھ لیں یا پیر کو رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے پیر کو بزنس ایڈوائزری کی کمیٹی کی میٹنگ رکھ لیتے ہیں۔ اگلا سوال 3122 سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 3122 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

PSIC کے ملازمین کے TEVTA میں ادغام سے پیدا ہونے والے مسائل

*3122: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے 1500 کے قریب ملازمین کو TEVTA میں مدغم کر دیا گیا ہے اور انہیں ماہانہ تنخواہ عموماً تین ماہ کے بعد ادا کی جاتی ہے؟

(ب) کیا ان ملازمین کا جی پی فنڈ اور پنشن تاحال پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے پاس ہی ہے کیا ان ملازمین کو TEVTA میں عارضی طور پر منتقل کیا گیا ہے یا مستقل بنیادوں پر؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تاحال ان ملازمین کی سروس بکس اور دیگر ریکارڈ اکاؤنٹس کے دفاتر کو منتقل نہ کیا گیا ہے؟

وزیر صنعت:

(الف) یہ درست ہے کہ PSIC کے 789 ملازمین جو تربیت کے لئے بنائے جانے والے سروسز سنٹرز میں تھے اور جن کا تعلق ٹریننگ سے تھا ان کو TEVTA میں deputation پر لیا گیا ہے اور جو ملازمین پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن سے TEVTA میں ٹرانسفر کئے گئے ان کی تنخواہیں اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب یا ڈسٹرکٹ

اکاؤنٹس آفس کی بجائے TEVTA کے PLA کے ذریعے ان کے ہر ضلع میں انچارج DDO کے ذریعے دی جاتی ہیں اور اس کا طریق کار درج ذیل ہے۔جب کوئی بھی محکمہ اتھارٹی میں بدل دیا جاتا ہے تو اسے ہر تین ماہ بعد یعنی سال میں چار کوارٹروں میں تنخواہ دی جاتی ہے مثلاً جولائی سے ستمبر 2003 بجٹ کی ایڈوانس فنانس ڈیپارٹمنٹ جاری کرتا ہے۔جس کی audit copy فنانس ڈیپارٹمنٹ سے جاری کروا کر اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے دفتر میں جمع کروادی جاتی ہے۔ A.G Office والے فنانس ڈیپارٹمنٹ سے verify کرواتے ہیں۔ محکمہ از خود PLA کی رقم اتھارٹی تیار کروا کر A.G. Office میں جمع کرواتا ہے تاکہ A.G.Office والوں کا وقت زائد خرچ نہ ہو اس کے بعد جب اتھارٹی کی کاپی A.G.Office والے Treasury Officer لاہور کو بھیج دیتے ہیں تو ایک کاپی محکمہ کو مل جاتی ہے۔اس کے بعد محکمہ سٹیٹ بنک آف پاکستان والا چیک دو آفیسرز سے دستخط کروا کر اس کے ساتھ تین قسم کے چالان فارم دستخط کروا کر Treasury Office Lahore میں جمع کروادیئے جاتے ہیں۔ایک ہفتہ کے بعد Treasury Officer چیک کا پورا مرحلہ مکمل کر کے محکمہ کے نمائندہ کو دے دیتے ہیں جو کہ بعد میں نیشنل بنک آف پاکستان 25PLA گلبرگ میں جمع کروادیا جاتا ہے جو کہ دو دن بعد PLA اکاؤنٹ میں کریڈٹ ہوتا ہے۔ اس کے بعد تنخواہوں کی لسٹ کے ساتھ چیک Co-Signature کروا کر نیشنل بنک آف پاکستان میں جمع کروا دیا جاتا ہے۔ بنک والے چند دنوں کی محنت کے بعد متعلقہ دفاتر میں رقوم بھجوانے کا بندوبست کر دیتے ہیں۔تاہم اس ساری کارروائی کے دوران تقریباً فنانس ڈیپارٹمنٹ سے چھٹی جاری ہونے سے لے کر ملازمین کو تنخواہ ملنے تک تقریباً دو ماہ لگ جاتے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ان ملازمین کا جی۔پی۔فنڈز اور پنشن تاحال PSIC کے پاس ہی ہے TEVTA Ordinance کے مطابق یہ ملازمین deputation پر TEVTA کو ٹرانسفر کئے گئے ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ تاحال ان ملازمین کی سروس بکس اور دیگر ریکارڈ اکاؤنٹس کے دفاتر کو منتقل نہ کیا گیا ہے۔اس سلسلے میں TEVTA اور PSIC کے درمیان میٹنگز کا سلسلہ جاری ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر!یہ سوال تین سال پہلے دیا گیا ہے جیسا کہ ابھی discussionہو رہی تھی۔ میں وزیر صنعت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ جو جواب دیا گیا ہے اس وقت بھی یہی صورتحال ہے یا اس میں کوئی تبدیلی ہو چکی ہے۔تاکہ میں اس پر کوئی ضمنی سوال کر سکوں۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر!اس میں تبدیلی یہ ہوئی ہے کہ انہوں نے جن مشکلات کی نشاندہی کی ہے وہ واقعی مشکلات تھیں اور اس میں TEVTA کے 1999 کے رولز میں ترامیم کرنے کی ضرورت تھی اس کے لئے سمری اس وقت لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس پڑی ہے۔ لاء ڈیپارٹمنٹ نے اس کو vetکرنے کے بعد سمری وزیر اعلیٰ صاحب کو منظوری کے لئے بھجوانی ہے۔ انہوں نے جو شکایت کی تھی وہ اس وقت ازالے کے بالکل قریب ہے۔

راناآفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو ملازمین ڈیپوٹیشن پر ہیں ان کا ان کے محکمے میں کیا futureہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر!وہ مستقل طور پر TEVTAمیں چلے جائیں گے ، TEVTAکے ملازمین ہو جائیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) کے جواب میں فرمایا گیا ہے ۔ آپ جز (الف، ب اور ج) تینوں میں دیکھ لیں کہ تین تین ماہ ان پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے ملازمین کو تنخواہیں نہیں ملتی ہیں اور اس کے علاوہ جی پی فنڈ اور پنشن تاحال پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن ہی کے پاس ہے اور اس میں سے جو لوگ ریٹائرڈ ہوتے ہیں ان کو کئی کئی سال ہو گئے ہیں کہ ان کو کوئی benefitsحاصل نہیں ہوئے کیونکہ ان کا کوئی ریکارڈ ابھی تک TEVTA کے پاس نہیں گیا ہے اور پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن ایک طرح کا abandoned قسم کا ادارہ بنا ہوا ہے۔ میں categoricallyپوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے ملازمین کو اس مصیبت سے نکالنے کے لئے کوئی ٹائم دیں کہ کتنے عرصے تک ان کی تنخواہیں regularہو جائیں گی اور ان کا سارا ریکارڈ بھی properly TEVTA والوں کے پاس shiftکر

دیا جائے گا تاکہ ان کی ریٹائرمنٹ کی صورت میں ان کو مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ TEVTA کے ملازمین کو یا پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے ملازمین کو تنخواہیں ہر ماہ ملتی ہیں۔ صرف حکومت کے خزانہ سے تین ماہ کے لئے اکٹھی withdraw کی جاتی ہیں کیونکہ اس کے لئے ایک لمبا پروسیجر ہے لیکن ملازمین کو ہر ماہ تنخواہیں ملتی ہیں۔ جہاں تک ملازمین کے جی پی فنڈ کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جتنی دیر ان ملازمین نے PSIC میں ملازمت کی ہے وہاں کا اور جتنی دیر انہوں نے TEVTA میں ملازمت کی ہے وہاں کا ریکارڈ اکٹھا کر کے ان کو جی پی فنڈ دیا جا رہا ہے۔ اس میں کسی کو کوئی مشکل پیش نہیں آتی اور نہ ہی delay ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کافی سوال ہو گئے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: نہیں۔ جناب سپیکر! ابھی کہاں کافی سوال ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمایئے!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو جواب کے جز (ج) میں فرمایا ہے کہ تاحال ان ملازمین کی سروس بکس اور دیگر ریکارڈ اکاؤنٹس کے دفاتر کو منتقل نہ کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں TEVTA اور PSIC کے درمیان میٹنگ جاری ہے۔ ان میٹنگز کا کیا بنا ہے اور کب تک یہ ریکارڈ ٹرانسفر کر دیں گے؟ وزیر صاحب specific time دے دیں۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس میں ترمیم کی ضرورت تھی اور یہ amendment اس وقت لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس پڑی ہیں۔ جب یہ proposal بن کر وزیراعلیٰ صاحب کے پاس چلی جائے گی اور approval کے بعد یقینی طور پر TEVTA کے معاملات حل ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر کا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! سوال نمبر 6634 ہے اور پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن لاہور، 2004 تا حال، بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*6634: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر کانکنی و معدنی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن، لاہور میں جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات:

(الف) اس عرصہ کے دوران 6 اسسٹنٹ مائننگ انجینئرز کو تین سال کے لئے کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا جن کے کوائف کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اس کے علاوہ چنیوٹ اور رجوعہ آئرن اوور پراجیکٹس جو کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت تکمیل کئے جا رہے ہیں۔ ان پراجیکٹس کے لئے ٹیکنیکل ایڈوائزر کی اسامی رکھی گئی ہے، پنجمن بورڈ آف ڈائریکٹرز کی منظوری کے بعد اس اسامی پر پنجمن کے ریٹائرڈ چیف جیالوجسٹ مسٹر ادریس احمد رضوانی کو مورخہ 16۔جنوری 2005 سے بطور ٹیکنیکل ایڈوائزر ان کی آخری تنخواہ کی بنیاد پر رکھا گیا۔ مسٹر ادریس احمد رضوانی کی تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان افراد کو میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا۔ میرٹ کا طریق کار اور میرٹ لسٹ ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ بھرتی پنجمن بورڈ آف ڈائریکٹرز کی ہدایات اور

گورنمنٹ ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق کی گئی۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ تعیناتی ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کے بعد کی گئی یہ اشتہار روزنامہ "جنگ" اور روزنامہ "ڈان" مورخہ 9۔مئی 2004 شائع ہوا۔ اشتہار کی نقول ضمیمہ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) کسی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں ہے کہ اس اسامی پر ریٹائرڈ چیف جیالوجسٹ مسٹر ادریس احمد رضوانی کو مورخہ 16۔جنوری 2005 سے بطور ٹیکنیکل ایڈوائزر ان کی آخری تنخواہ کی بنیاد پر رکھا گیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ ایک ریٹائرڈ آدمی کو دوبارہ اس اسامی پر رکھا گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر معدنیات!

وزیر کانکنی و معدنیات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم نے ان کو ان کے تجربہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک specific project کے لئے رکھا ہے جس کا نام رجوعہ اینڈ چنیوٹ آئرن اوور پراجیکٹ کے لئے رکھا ہے۔ انہوں نے تیس پینتیس سال محکمہ معدنیات میں نوکری کی۔ وہ سینئر آفیسر تھے۔ جہاں پر ہم نے اسسٹنٹ مائنز انجینئرز بھی بھرتی کئے جیسا کہ میں نے اس میں گزارش کی ہے۔ پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن اٹانومس باڈی ہے اور ان کے فیصلے جو ہوتے ہیں وہ پنجاب حکومت کے رولز اینڈ ریگولیشنز کے مطابق بورڈ آف ڈائریکٹرز کرتے ہیں اس لئے یہ بورڈ آف ڈائریکٹرز کا فیصلہ تھا کہ ان کی خدمات ہمیں ملنی چاہئیں کیونکہ یہ ایک بڑا پراجیکٹ تھا اور ہمیں وہاں پر ایک تجربہ کار آدمی چاہئے تھا۔ جب وہ پراجیکٹ ختم ہو گا تو رضوانی صاحب کی سروسز بھی ختم ہو جائیں گی یا سال بعد، چھ ماہ بعد جہاں بورڈ آف ڈائریکٹرز محسوس کریں گے کہ رضوانی صاحب کی سروسز کی اب ضرورت نہیں ہے تو رضوانی صاحب کو فارغ کر دیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جب یہ ٹیکنیکل ایڈوائزرز رکھتے ہیں تو کیا یہ ایڈورٹائز کرتے ہیں یا اپنے من پسند آدمی کو رکھ لیتے ہیں۔ اگر آپ ایڈورٹائز کریں۔

for technical assistance, I think there are so many Geologists available in the country

جو لوگ باہر سے بھی پڑھ کر آئے ہیں تو وہ بھی apply کر سکتے ہیں۔ کیا انہوں نے جب انہیں رکھا ہے تو کیا کوئی ایڈورٹائز کیا تھا یا انہیں ویسے ہی رکھ لیا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کانکنی و معدنیات!

وزیر کانکنی و معدنیات: جناب سپیکر! جہاں تک نئی بھرتیوں کا تعلق ہے تو جیسے میں نے گزارش کی ہے کہ اسسٹنٹ مائنز انجینئرز کو رکھا گیا تو وہ پراپر ایڈورٹائز کیا گیا لیکن جس طرح میں نے گزارش کی ہے کہ بورڈ آف گورنرز authorized ہے کہ وہ ان کی ایکسٹینشن کر دیں گے اور بورڈ آف ڈائریکٹرز میں صرف محکمہ مائنز کے ملازمین یا افسر نہیں ہوتے بلکہ اس میں فنانس ڈیپارٹمنٹ، پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ، سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ، مائنز ڈیپارٹمنٹ کے سب آفیسرز وہاں موجود ہوتے ہیں اور انہوں نے یہ محسوس کیا کہ چونکہ رضوانی صاحب is a senior officer اور دوسرے نمبر پر Its a new project تو کچھ عرصہ رضوانی صاحب کو ایکسٹینشن دے کر اسی پوسٹ پر رکھا جائے۔ مہربانی جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا مطلب ہے کہ انہیں فارغ نہیں کیا گیا بلکہ ایکسٹینشن دے کر ابھی ان سے کام لیا جا رہا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! فارغ تو کسی کو بھی نہیں کیا گیا کیونکہ جو بھی بڑا ڈاکو ہے اس کو تو گارنٹی ہے کہ کوئی فارغ نہیں کرتا بلکہ اس کو ایکسٹینشن دینے کی اس گورنمنٹ میں گارنٹی ہے کہ ڈاکو بڑا چاہئے اور جیسے ہی بڑا ڈاکو ملے وہ کبھی ریٹائر نہیں ہوگا۔ اسی طرح ماشاء اللہ ہمارے ڈی سی او فیصل آباد تھے جنہوں نے فیصل آباد کو اتنا لوٹا کہ ریکارڈ قائم کر دیئے اور اب انہیں یہاں پر منزل کا ایم ڈی لگا دیا

گیا ہے۔ خان صاحب میرے بھائی اور بڑے شریف آدمی ہیں لیکن ان کے محکمے میں جتنے افسر بھی ہیں وہ ایک سے ایک بڑا ڈاکو ہے اور رضوانی صاحب کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں۔ یہ خان صاحب چلے جائیں گے یہ رضوانی صاحب نے نہیں جانا۔ یہ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال ہے، جی۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! وہ پہلے میرے سوال کا تو جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! جب آپ نے ان کا جواب خود ہی دے دیا ہے تو وہ کیا جواب دیں گے۔ ان کو آپ نے ڈاکو بھی بنا دیا اور سب کچھ کر دیا تو وہ اس کا کیا جواب دیں۔ بات یہ ہے کہ جب ایک افسر یہاں پر جواب ہی نہیں دے سکتا تو یہ کہنا آسان ہے کہ فلاں ڈاکو ہے اور فلاں چور ہے لیکن اس کی کارکردگی کے بارے میں محکمہ ہی جانتا ہے کہ اس کی کارکردگی کیا ہے اور sometimes اس کی کارکردگی کی بناء پر ان کو ایکسٹینشن دی جاتی ہے۔ اب ہر آدمی تو برا نہیں ہو سکتا۔ اچھے اور قابل لوگ بھی ہیں۔ ان کو retain بھی کیا جا سکتا ہے۔ اب یہ تو کوئی الزام نہیں ہے۔ اگلا سوال نمبر 6860 شیخ عزیز اسلم صاحب کا ہے۔ یہ کل تک pending ہے۔ اگلا سوال 5890 سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سماجی تنظیم ساؤتھ ایشیا پارٹنر شپ پاکستان کی رجسٹریشن، اغراض و مقاصد اور سرگرمیوں سے متعلق تفصیلات

*5890: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ساؤتھ ایشیا پارٹنر شپ پاکستان (میموریل ٹرسٹ بلڈنگ ناصر آباد پوسٹ آفس ٹھوکر نیاز بیگ لاہور) کیا ایک رجسٹرڈ سماجی تنظیم ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی رجسٹریشن کب ہوئی، اس کے کتنے بانی ممبران ہیں اس کی انتظامیہ میں کون کون لوگ شامل ہیں تمام عہدے داران کے نام، پتا اور پیشہ سے مطلع فرمائیں یہ عہدیدار کتنے عرصہ کے لئے منتخب ہوئے اور موجودہ عہدیدار کب سے ہیں؟

(ب) کیاحکومت اس تنظیم کی سرگرمیوں سے آگاہ ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی تفصیل سے مطلع فرمائیں؟

(ج) کیااس ادارہ کی شائع کردہ کتاب "صنعتی امتیاز اور متوازن معاشرہ" کے مندرجات ہماری معاشرتی قدروں اور اسلام کی ابدی اخلاقی تعلیمات کے مطابق ہیں؟

(د) کیاحکومت کے علم میں ہے کہ اس ادارے کو کن ممالک سے اور کتنی مالی امداد وصول ہوتی ہے؟

وزیر صنعت:

(الف) ساؤتھ ایشیا پارٹنر شپ باقاعدہ طور پر رجسٹرڈ ہے اس کی رجسٹریشن 90-06-28 میں ہوئی اس کا رجسٹریشن نمبر RP/3935/L/S/89 اس کے سات ممبران ہیں بانی ممبران کے نام پتااور عہدوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نام اور پتا	پیشہ	عہدہ
1۔عارف حسن ولد سرور حسن 37/B محمد علی سوسائٹی کراچی	آرکیٹکٹ	ممبر بورڈ آف ڈائریکٹرز
2۔شیخ حسیب الرحمٰن ولد شیخ حبیب الرحمٰن بلاک B-5-11-6 سیکٹر 1/8-1 اسلام آباد	اینتھروپولوجسٹ	ممبر بورڈ آف ڈائریکٹرز
3۔نگہت سعید خان دختر سعید الدین خان 7 ایف۔سی۔سی مراتب علی روڈ گلبرگ لاہور	سوشیالوجسٹ	ممبر بورڈ آف ڈائریکٹرز
4۔نگاراحمد زوجہ طارق صدیقی سول سروسز اکیڈمی لاہور	اکانومسٹ	ممبر بورڈ آف ڈائریکٹرز
5۔اختر حامد خان ولد امیر احمد خان (مرحوم) اورنگی پائلٹ پراجیکٹ۔	سوشل سائنس دان	ممبر بورڈ آف ڈائریکٹرز
6۔ہاریش گلبرٹ میسی ولد ولی مسیح 445/A/1 گلبرگ لاہور	سوشل سائنس دان	ممبر بورڈ آف ڈائریکٹرز
7۔قرت العین بخاری دختر زیڈ ایچ بخاری مکان نمبر 63/1 19TH لین خیابان بادیان ڈیفنس فیز VII کراچی	کمیونٹی ڈویلپمنٹ پلانر	ممبر بورڈ آف ڈائریکٹرز

رجسٹر شدہ سوسائٹی ایکٹ کی دفعہ 4 کے تحت اپنے ڈائریکٹرز یا عہدیداران کی سالانہ فہرست رجسٹرار جائنٹ کمپنیز کے پاس جمع کروانے کی پابند ہوتی ہے مذکورہ بالا سوسائٹی نے رجسٹریشن کے بعد سے باقاعدگی کے ساتھ سالانہ فہرست عہدیداران رجسٹرار کمپنیز کے دفتر جمع نہ کروائی۔ بمطابق

ریکارڈ سوسائٹی نے 1991 کی فہرست عہدیداران مورخہ 12-01-91 رجسٹرار کے دفتر جمع کروائیں اور اسی طرح 25-07-94 کو سوسائٹی نے فہرست ہائے عہدیداران 1991-94 مع تبدیل و توسیع میمورنڈم اور قواعد و ضوابط جمع کروائیں۔ اس کے بعد سوسائٹی نے فہرست ہائے عہدیداران جمع نہ کروائیں تاہم محکمہ کی زبانی درخواست پر سوسائٹی مذکورہ نے فہرست ہائے عہدیداران برائے سال 1991 تا 2003 فراہم کی ہیں اور مزید برآں سوسائٹی مذکورہ نے بذریعہ درخواست نمبری SAPPK-Admn/04 مورخہ 11-08-04 تجدیدی سرٹیفکیٹ برائے سال 1991 تا 2004 گزاری ہے۔ سوسائٹی کے قواعد و ضوابط کے مطابق عہدیداران کی مدت دو سال ہے۔

نام وپتا	عہدہ	مدت	پیشہ
1۔ مسٹر آئی اے رحمٰن 107 ٹیپو بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور	چیئرمین	ایک سال	ڈائریکٹر ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان
2۔ نعمت اللہ گھچکی گلی نمبر 3 مکان نمبر 55 فیز 1 اے۔ ون سٹی بریلوی روڈ کوئٹہ	ممبر	4 سال	پروفیسر بولان میڈیکل کالج کوئٹہ
3۔ ذوالفقار گیلانی وائس چانسلر یونیورسٹی آف پشاور	ممبر / خزانچی	4 سال	وائس چانسلر فاؤنڈیشن اسلام آباد
4۔ مسٹر روچی رام 3 عیدگاہ روڈ میرپور خاص سندھ	ممبر	5 سال	ایڈووکیٹ
5۔ ڈاکٹر قرۃ العین بخاری 32 سی ریلوے ہاؤسنگ سوسائٹی جائنٹ روڈ پی او بکس 85 سی پی او کوئٹہ	ممبر	4 سال	کمیونٹی پلازمہ ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ فار ڈویلپمنٹ ڈائریکٹر سروسز اینڈ پریکٹیسز کوئٹہ
6۔ سلیمان اکرم راجہ 65/4 ایف سی سی سید مراتب علی روڈ گلبرگ IV لاہور	ممبر	6 سال	ایڈووکیٹ
7۔ خاور ممتاز 208 سکاوچ کارنر اپر مال لاہور	ممبر	5 سال	ڈائریکٹر شرکت گاہ وومن ریسورس سنٹر
8۔ مسز پروین سکندر 543/2 چلتن روڈ کوئٹہ۔	ممبر	1 سال	وومن رائٹس ایکٹیویٹ کوئٹہ
9۔ مسٹر ایم بی نقوی	ممبر	1 سال	جرنلسٹ چیئرپرسن پاکستان پیس

116/b بلاک 1 نارتھ ناظم نارتھ ناظم آباد کراچی			کولیشن
10۔ مس انیس ہارون بلاک IV کلفٹن روڈ کراچی	ممبر	1 سال	ریجنل ڈائریکٹر عورت فاؤنڈیشن کراچی سیکرٹری جنرل پاک انڈیا پیپلز فورم فار پیس اینڈ ڈیموکریسی سندھ اینڈ وومن رائٹس ایکٹیویٹ
11۔ بشریٰ گوہر 8۔ عثمان لین پرانا باڑہ روڈ یونیورسٹی ٹاؤن پشاور	ممبر	1 سال	ڈائریکٹر ہیومن ریسورسز

(ب) ایکٹ کے مطابق سرگرمیوں کے بارے میں گوشوارے جمع کرانا ضروری نہ ہے تاہم محکمہ کی زبانی درخواست پر مذکورہ سوسائٹی نے سرگرمیوں کی تفصیل مہیا کی ہے جو کہ درج ذیل ہے:۔

1۔ سوشل ویلفیئر کمیٹی

2۔ ڈومیال تحصیل چوا سیدن شاہ چکوال

3۔ الفلاح ویلفیئر کمیٹی سیال کالونی ڈسٹرکٹ لیہ

4۔ سٹریٹ نمبر 1 اصلاح رحمت راہوالی گوجرانوالہ

5۔ میاں سٹریٹ نزد جامعہ مسجد محلہ رحمانیہ خوشاب

6۔ وومن رائٹس ایسوسی ایشن زمان سٹریٹ چوک قذافی خانیوال روڈ ملتان۔

7۔ خواتین ویلفیئر ایسوسی ایشن منڈی بہاؤالدین

8۔ انٹی کیز سوسائٹی بھکر

9۔ سیکڑو دار الفلاح شوگر ملز لیہ

10۔ بھکر ویلفیئر کونسل بھکر

11۔ سیو آرگنائزیشن بہاولپور

12۔ ایف آرگنائزیشن ملتان

13۔ روی ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن راجن پور

14۔ غلہ منڈی ملکے ڈسکہ

15۔ شارتی ویلفیئر سوسائٹی گوجرانوالہ

16۔ چاند ویلفیئر فاؤنڈیشن شیخوپورہ

17۔ انجمن فلاح نسواں ایسوسی ایشن

18۔ اتحاد فاؤنڈیشن قصور

19۔ دستہ فاؤنڈیشن بلدیہ روڈ بہاولنگر

(ج) محکمہ سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے مطابق کسی رجسٹرڈ سوسائٹی کو آمدنی اور اخراجات کے گوشوارے رجسٹرار کے پاس جمع کروانا ضروری نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ساؤتھ ایشیا پارٹنر شپ پاکستان کے نام سے ایک ایسی این جی او ہے کہ جو اس ملک کی اخلاقی قدروں کو تباہ کرنے کے لئے مختلف رسائل اور کتابیں شائع کرتے ہیں اور اس میں وہ روایتی سارے ٹھگ اور چور جو باہر کے ملکوں سے پیسے لے کر مختاراں مائی جیسے کریکٹرز یہاں پر create کرتے ہیں وہ سارے کے سارے اس این جی او میں شامل ہیں۔ آپ دیکھیں کہ آئی اے رحمان کا نام اس میں شامل ہے، نگار احمد کا نام بھی اس میں شامل ہے۔ یہ 30,30 این جی اوز کی ڈائریکٹر ہیں اور یہ سب سے پیسے کھا رہی ہیں اور میں نے جز (ج) میں اس کتاب کا نام پوچھا تھا کہ کیا اس ادارہ کی شائع کردہ کتاب "صنفی امتیاز اور متوازن معاشرہ" ہے۔

جناب سپیکر! سیکس فری ملک بنانے کے لئے اس ملک کے اندر یہ کتاب لکھی گئی ہے اور اب میں حیران ہوتا ہوں کہ یہ سارا کچھ یہ تنظیم یہاں پر کر رہی ہے اور جز (ب) کے اندر ان کی activities کے حوالے سے دی جانے والی تفصیل بالکل جھوٹ اور فراڈ پر مبنی ہے۔ یہ سارے صرف پیسے کھانے کے لئے انہوں نے ڈھونگ رچائے ہوئے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے حیران ہوتا ہوں اور ان سے پوچھنا بھی چاہتا ہوں کہ ہر سال ان کو اپنے ادارے کی تجدید کروانی چاہئے۔ جز (الف) کے جواب میں خود انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ 1991 کے بعد تجدید کروائی اور نہ فہرست ہائے عہدیداران کو جمع کروایا۔ تاہم محکمہ کی زبانی درخواست پر سوسائٹی مذکورہ نے فہرست ہائے عہدیداران برائے سال 1991 تا 2003 فراہم کی ہے۔ محکمہ ان کو درخواستیں کر رہا ہے اور ان کی منتیں کر رہا ہے کہ ٹھگو آؤ ہمارے پاس آؤ اور ہم آپ کو دوبارہ رجسٹرڈ کرتے ہیں۔ تم دس سال سے یہاں نہیں آئے ہو، تم نے کوئی رپورٹ جمع نہیں کروائی ہے، بجائے اس کے کہ اس ادارے کو ڈی رجسٹرڈ کرنے کے انہیں زبانی درخواست کر کے کہا جا رہا ہے کہ تم آؤ ہم دوبارہ آپ کے سارے کرتوت اور کالے دھندوں میں آپ کی پوری مدد کرنے کے لئے تیار ہیں اور اپنے آپ کو

دوبارہ رجسٹرڈ کروالیں۔

جناب سپیکر! میں وزیر صنعت جو کہ نہایت شریف آدمی ہیں ، میں ان سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کی پوری انکوائری کروائیں کہ انہیں محکمہ نے کیوں زبانی درخواست کرکے بلایا ہے بجائے اس کے کہ اس کو ڈی رجسٹرڈ کر دیتے، ان کو ختم کر دیتے اور ان کی "صنفی امتیاز اور متوازن معاشرے" کے حوالے سے sex free country بنانے کے لئے لکھی کتاب پر بین لگانے کے لئے کوئی سفارش کرتے اور اس کی بنیاد پر کوئی ان کے خلاف کارروائی کرتے۔ یہ ان کا محکمہ انہیں درخواست کر رہا ہے تو اس سے لگتا ہے کہ وہ پوری لوٹ مار میں جو وہ کرتے ہیں اور بیرونی ممالک سے پاکستان کا امیج تباہ کرکے پاکستان کے اندر یہ بتائیں گے کہ یہاں پر عورتوں پر بڑا ظلم ہو رہا ہے، یہاں بچوں پر بڑا ظلم ہو رہا ہے، یہاں پورا معاشرہ تباہ ہو چکا ہے۔ یہ کہہ کر پیسے بٹورتے ہیں اور یہ سارے لوگ آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں چیلنج کرکے کہتا ہوں کہ یہی لوگ کم از کم 30 این جی اوز کے اندر ڈائریکٹرز ہیں اور کروڑوں روپے وہاں سے کھا رہے ہیں، ان کی بڑی بڑی کوٹھیاں اور محلات ہیں اور بالکل جعلی ادارے ہیں اور حقیقت میں انہوں نے کوئی ادارہ نہیں بنایا ہوا۔ میں وزیر صنعت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ اس ادارے کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کے لئے یا کوئی تحقیقات کرنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: شکریہ۔ جناب سپیکر! انہوں نے پہلے تو ایک بہت لمبا سوال کیا ہے تو میں صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم از خود قانون کے مطابق کسی بھی اس طرح کی سوسائٹیز کے خلاف کوئی ایکشن نہیں کر سکتے جب تک کہ ہمیں کوئی شکایت موصول نہ ہو۔ اگر کوئی ہمیں شکایت دے تو ہمارے پاس اس کے متعلق بھی بہت ہی محدود اختیارات ہیں اور اس میں قانون کے مطابق صرف ایک سال کے لئے ان کی سوسائٹی کو معطل کرکے اس پر اپنا ایڈمنسٹریٹر بٹھا سکتے ہیں تاکہ وہ ان کے حساب کتاب چیک کر سکے لیکن یہ یقینی طور پر احسان اللہ وقاص صاحب نے کہا ہے تو اس کے لئے قانون میں ترمیم کرنے کی ضرورت ہے اور میں یقینی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی یہ سوسائٹیاں یا این جی اوز ہیں، ان کی آمدن کا حساب ضرور چیک ہونا چاہئے۔ اس وقت قانون کے مطابق ہم مجاز نہیں ہیں اور یہ پابند بھی نہیں ہیں کہ گورنمنٹ کو اپنے حسابات جمع کرواسکیں لیکن میں اس چیز کے

بارے میں یقینی طور پر لاء منسٹر صاحب سے ضرور بات کروں گا کہ اس کے لئے ہمیں قانون میں ترمیم کرنی چاہئے اور ان سے حساب کتاب یقینی طور پر لینا چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(د) میں لکھا ہے کہ سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے مطابق کسی رجسٹرڈ سوسائٹی کو آمدنی اور اخراجات کے گوشوارے رجسٹرار کے پاس جمع کروانا ضروری نہ ہے۔ یہ سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ بہت پرانا ہے اور اب اس وقت جو نئی صورتحال پیدا ہوئی ہوئی ہے کہ دینی مدارس کے گرد تو شکنجہ کسنے کے لئے بڑی قانون سازی ہوئی ہے اور ان کو بڑا پابند کیا جا رہا ہے اور ان کی رجسٹریشن ہو رہی ہے اور ان کی آمدنی اور خرچ کے گوشوارے ان سے طلب کئے جا رہے ہیں اور ان بیچاروں کو بڑا تنگ کیا جا رہا ہے جبکہ دوسری طرف اس طرح کی سوسائٹیاں جو معاشرے کے اندر اس طرح بے حیائی پھیلانے کی کوشش کر رہی ہیں تو ان کے بارے میں یہاں لکھا ہے کہ وہ جمع کروانا ضروری نہیں ہے۔ یعنی یہ سوسائٹیاں بھی کوئی آئی ایس آئی کی طرح کی ایجنسیاں بن گئی ہیں کہ جہاں سے مرضی یہ پیسہ لے آئیں اور جہاں مرضی خرچ کریں اس لئے میں وزیر موصوف سے پوچھتا ہوں کہ ان کی آمدنی و اخراجات کے گوشوارے کے حوالے سے جس طرح انہوں نے ابھی یہ بات کی ہے تو یہ کب تک اس حوالے سے کوئی بل لائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ لاء منسٹر صاحب سے مشورہ کر کے اس کے متعلق میں چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی قانون سازی ہونی چاہئے اور میں نے خود ابھی یہ عرض کیا ہے۔ آپ کے کہنے سے پہلے میں نے کہا کہ اس کے متعلق کوئی قانون سازی ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر کانکنی و معدنیات: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

بہاولنگر، زون نمبر 1 کے ریت و گسر نکالنے کے ٹھیکہ اور ٹھیکیدار کے رویہ سے متعلق تفصیل و حکومتی اقدامات

*6928: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر کانکنی و معدنی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں میاں خالد محمود کو زون نمبر 1 کا ریت اور گسر نکالنے کا ٹھیکہ دیا گیا ہے، ٹھیکے کی مالیت، مدت اور شرائط سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکیدار مذکور ریت کی فی ٹرالی مبلغ -/500 روپے میں فروخت کرتا ہے، جبکہ رسید مبلغ -/400 روپے کی جاری کرتا ہے اس تفاوت پر ٹھیکیدار سے متعدد بار لڑائی جھگڑے تک نوبت جا پہنچی تو ٹھیکیدار نے تب رسید مبلغ -/500 روپے کی جاری کی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹھیکیدار کے خلاف اس غیر قانونی اور ناجائز منافع خوری پر قانونی کارروائی کرتے ہوئے ٹھیکہ منسوخ کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنی ترقی:

(الف) اس حد تک درست ہے کہ ستلج زون۔1 ضلع بہاولنگر کا پٹہ میاں خالد محمود ولد معراج دین سکنہ رحیم یار خان کے نام عطا شدہ تھا یہ ٹھیکہ نیلام عام کے ذریعے مورخہ 01-11-02 سے عرصہ دو سال کے لئے مبلغ سات لاکھ روپے کی بولی کے عوض دیا گیا تھا، جس کی میعاد 31-10-04 کو ختم ہو گئی تھی، تاہم ضلع میں فوری نیلام عام نہ ہونے کے باعث یہ میعاد قانون کے تحت آئندہ نیلامی تک اضافی ادائیگی کے ساتھ بڑھا دی گئی۔ ضلع بہاولنگر کے لئے آئندہ نیلام عام 19۔مئی 2005 کو منعقد ہوا۔ جس میں صحت مندانہ مقابلہ کے بعد یہ ٹھیکہ میسرز ممتاز صادق ایسوسی ایٹ نے مبلغ 20 لاکھ روپے

میں حاصل کیااور نئے ٹھیکیدار 15۔جون 2005 سے اس زون سے نکاسی ریت کا کام کر رہے ہیں۔ جن عمومی شرائط کے تحت نیلام عام منعقد کیا جاتا ہے، انہیں شرائط نیلام عام کہا جاتا ہے جبکہ تقریباً وہی شرائط ورک آرڈر میں بھی درج ہوتی ہیں لہذا دونوں شرائط بطور ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) پنجاب معدنی مراعاتی قوانین (Punjab Mining Concession Rules, 2002) کے تحت ادنیٰ معدنیات کی قیمت فروخت مقرر کرنے کا حکومت کو کوئی اختیار نہ ہے، لہذا حکومت نے ٹھیکیداروں کے لئے ریت کی قیمت کا کوئی شیڈول مقرر نہیں کیا۔ مختلف شہروں اور علاقوں میں demand and supply کے توازن کی بنیاد پر ٹھیکیدار مختلف قیمت وصول کرتے ہیں اور اس کے مطابق عام طور پر پرچی جاری کرتے ہیں۔ چونکہ محکمہ معدنیات کا ریت کی قیمتوں پر کنٹرول نہ ہے، لہذا کسی علاقہ میں ریت کی قیمت کے بارے میں حتمی رائے دینا ممکن نہ ہے۔ تاہم محکمہ کے فیلڈ افسروں کی رپورٹ کے مطابق پچھلا پٹہ دار ریت کی عام ٹرالی کے عوض چار صد روپے وصول کرتا تھا، جبکہ مالک اراضی مبلغ سو روپے فی ٹرالی مالکانہ وصول کرتا تھا، رسیدات جاری کرنے کے سلسلہ میں کسی لڑائی جھگڑے کے بارے میں محکمہ کو کوئی علم نہ ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر جز(ب) میں بیان کیا جا چکا ہے کہ حکومت کی جانب سے ادنیٰ معدنیات کے لئے شیڈول ریت مقرر نہ ہے۔ لہذا پٹہ دار کا رسد طلب کی بنیاد پر قیمت فروخت وصول کرنا معدنی قوانین کی خلاف ورزی نہ ہے۔ لہذا اس بنیاد پر پٹہ دار کے خلاف محکمہ کو کوئی کارروائی کرنے کا اختیار نہ ہے۔

پی آر ٹی سی کے ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن میں اضافے کا مسئلہ

*7408: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ نے 2004 میں پی آر ٹی سی کے ریٹائرڈ ملازمین کو 1999 سے پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے پنشن کے اضافہ کا حق دار قرار دیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے بجٹ 2005 میں 10 فیصد اضافی بجٹ محکمہ ہذا کو نہیں دیا جو کہ جولائی 2005 سے ریٹائرڈ ملازمین کو ادا کرنا تھا، جس سے ملازمین میں پریشانی پائی جا رہی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ خزانہ بجٹ میں 10 فیصد اضافی بجٹ محکمہ پی آر ٹی سی کے ریٹائرڈ ملازمین کو دینے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خزانہ:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔

(ج) جز(ب) میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

سندر ٹیکس فری صنعتی زون لاہور، رقبہ، پلاٹس اور حصول پلاٹ کے طریق کار کی تفصیل

*6722: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سندر لاہور کو ٹیکس فری صنعتی زون قرار دیا گیا ہے یہ زون کتنے رقبہ پر محیط ہے؟

(ب) اس صنعتی زون کو پلاٹ وار کتنی کیٹیگریز میں تقسیم کیا گیا ہے؟

(ج) متذکرہ ٹیکس فری صنعتی زون میں پلاٹ حاصل کرنے کا طریق کار اور اس کا criteria کیا ہے؟

وزیر صنعت:

(الف) پنجاب انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی کی سندر انڈسٹریل اسٹیٹ ٹیکس فری صنعتی زون نہیں ہے اور یہ 1500۔ایکڑ پر محیط ہے۔

(ب) سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں مندرجہ ذیل پلاٹ وار کیٹیگریز ہیں۔

رقبہ	تعداد
1۔آدھا ایکڑ	136
2۔ایک ایکڑ	360
3۔دو ایکڑ	119
4۔تین ایکڑ	41
5۔پانچ ایکڑ	42

میزان 698

(ج) درخواست فارم کے ساتھ 30 فیصد ڈاؤن پیمنٹ ادا کر کے ہر شخص سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں صرف صنعتی مقاصد کے لئے پلاٹ لے سکتا ہے اور بقیہ رقم 90 یوم میں ادا کرنی ہو گی سمال انڈسٹریز اسٹیٹ، سندر لاہور کو ٹیکس فری صنعتی زون قرار نہیں دیا گیا ہے نیز یہ صنعتی بستی 112 ایکڑ پر محیط سندر رائیونڈ روڈ پر واقع ہے۔ اپنی مدد آپ کے تحت بنائی گئی اس صنعتی بستی کو ایکسپورٹ زون قرار دینے کے لئے ایکسپورٹ پروسیسنگ اتھارٹی سے گفت وشنید جاری ہے۔ یہ صنعتی بستی درج ذیل کیٹیگریز کے پلاٹس پر مشتمل ہے:۔

1۔	رقبہ 4 کنال کے پلاٹس	66
2۔	رقبہ 2 کنال کے پلاٹس	188
3۔	رقبہ ایک کنال کے پلاٹس	179
4۔	رقبہ 10 مرلہ کے پلاٹس	9
	میزان	372

یہ منصوبہ "اپنی مدد آپ" اور پہلے آئیے، پہلے پائیے" کے تحت بنایا گیا ہے پلاٹ کے لئے درخواست دیتے وقت کل قیمت کا نصف ادا کرنا ہوتا ہے ڈویلپمنٹ کے وقت نصف اور پھر پلاٹ کا قبضہ لیتے وقت بقیہ قیمت ادا کرنا ہوتی ہے اس وقت تمام پلاٹس بک ہو چکے ہیں۔

تحصیل ٹیکسلا، یو۔ سی، ٹھٹھہ خلیل میں قائم کرش مشینوں، آمدن اور خرچ سے متعلقہ تفصیل

*7427: جناب محمد وقاص: کیا وزیر کانکنی و معدنی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل ٹیکسلا کی ٹھٹھہ خلیل یونین کونسل میں اس وقت کتنی کرش مشینیں قائم ہیں؟

(ب) یکم جنوری 2002 سے جون 2005 تک ان کرش مشینوں سے حکومت پنجاب نے کتنا ریونیو وصول کیا؟

(ج) حاصل شدہ ریونیو کا کتنا حصہ مذکورہ یونین کونسل کے عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا گیا؟

وزیر کانکنی و معدنی ترقی:

(الف) تحصیل ٹیکسلا کی یونین کونسل ٹھٹھہ خلیل میں محکمہ مائنز اینڈ منرلز پنجاب نے 21

پٹہ جات برائے لائم سٹون عطا کر رکھے ہیں جن پر 50 کرش مشینیں نصب ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب کرش مشینوں سے کوئی ریونیو وصول نہیں کرتی تاہم لائم سٹون کے عطا کردہ ان پٹہ جات سے محکمہ کو جنوری 2002 سے 2005 تک کل 80 لاکھ روپے کا ریونیو وصول ہوا۔

(ج) محکمہ مائنز اینڈ منرلز معدنیات سے وصول شدہ تمام رائیلٹی صوبہ پنجاب کے خزانہ میں جمع کروا دیتا ہے جو Provincial Consolidated Fund کا حصہ بنتا ہے جس میں سے حکومت پنجاب کے مختلف اخراجات بجٹ کے مطابق خرچ ہوتے ہیں اس لئے یہ بتانا ممکن نہ ہے کہ معدنیات کے ریونیو میں سے کتنی رقم یونین کونسل ٹھٹھہ خلیل پر خرچ ہوئی۔

PMUs کی تعداد، چیکنگ سسٹم اور ڈائریکٹرز / ڈپٹی ڈائریکٹرز سے متعلقہ تفصیلات

*7434: جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں اس وقت کتنے Project Management Unit(PMU) کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان PMU میں کام کرنے والے ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر صاحبان کے نام، ماہانہ تنخواہ اور دیگر الاؤنسوں کی تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) ان PMU کے قیام کے بعد ان کے کام کی جانچ پڑتال کی گئی یا نہیں اگر نہیں تو اس کا ذمہ دار کون شخص یا ادارہ ہے؟

وزیر خزانہ:

(الف) پنجاب میں اس وقت 45 Project Management Unit(PMU) کام کر رہے ہیں۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان PMU کے قیام کے بعد ان کے کام کی باقاعدگی سے جانچ پڑتال کی جا رہی ہے۔

مائنز لیبر ویلفیئر کمشنر لاہور۔ دفاتر آمدن و خرچ اور گاڑیوں سے متعلقہ تفصیل

*7956:جناب سمیع اللہ خان: کیاوزیر کانکنی و معدنی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مائنز لیبر ویلفیئر کمشنر لاہور کے ماتحت کتنے دفاتر کس کس اضلاع میں قائم ہیں؟

(ب) مالی سال04-2003اور05-2004 کے اس دفتر کے بجٹ کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ان سالوں کے دوران اس کے خرچ اور آمدن کی تفصیل دی جائے؟

(د) ان کے دفاتر میں زیر استعمال گاڑیوں کی تفصیل نیز ان سالوں کے دوران گاڑیوں پر خرچ کردہ رقم کی تفصیل پٹرول/ڈیزل اور مرمت کی علیحدہ علیحدہ دی جائے؟

(ہ) اس عرصہ کے دوران کمشنر ہذا کے ملازمین/افسران کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ کردہ رقم کی تفصیل دی جائے؟

وزیر کانکنی و معدنی ترقی:

(الف) مائنز لیبر ویلفیئر کمشنر کے لاہور میں صدر دفتر کے علاوہ کل سات دفاتر خوشاب، چکوال، راولپنڈی، سرگودھا اور ڈیرہ غازی خان کے اضلاع میں قائم ہیں۔

(ب) ان تمام دفاتر کا بجٹ مالی سال04-2003 میں-/2,33,38,000 روپے تھا جبکہ 05-2004 کے لئے یہ بجٹ-/2,90,72,000روپے رہا۔

(ج) مالی سال04-2003اور05-2004 کے دوران آمدن اور خرچ کی تفصیل یوں تھی۔

سال	آمدن(روپے)	خرچ(روپے)
2003-04	3,36,83,655/-	2,07,33,431/-
2004-05	6,07,66,653/-	2,08,46,494/-

(د) مائنز لیبر ویلفیئر کمشنر لاہور کے ماتحت دفاتر کے زیر استعمال پانچ گاڑیوں کی تفصیل اس طرح ہے۔

1۔ کنسٹرکشن انجینئر مائنز لیبر ویلفیئر آرگنائزیشن، پنجاب لاہور گاڑی نمبر LOC-3588

2۔ دفتر اسسٹنٹ مائنز ویلفیئر کمشنر، خوشاب گاڑی نمبر SGF-2912

3۔ دفتر اسسٹنٹ مائنز لیبر ویلفیئر کمشنر، چوا سیدن شاہ، ضلع چکوال گاڑی نمبر CH-4313

4۔ دفتر مائنز لیبر ویلفیئر آفیسر، خوشاب گاڑی نمبر LHA5973

5۔ دفتر مائنز لیبر ویلفیئر آفیسر، چوا سیدن شاہ

ضلع چکوال گاڑی نمبر LZR-8163

ان سالوں کے دوران گاڑیوں پر پٹرول/ڈیزل اور مرمت کی مد میں اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	خرچہ پٹرول(روپے)	خرچہ مرمت(روپے)
2003-04	2,61,625/-	31,198/-
2004-05	3,46,652/-	1,23,939/-

(ہ) مائینز لیبر ویلفیئر کمشنر کے ماتحت ملازمین /افسران کی تنخواہوں اور ٹی اے /ڈی اے پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل اس طرح ہے:۔

سال	خرچہ تنخواہ(روپے)	خرچہ ٹی۔اے/ڈی۔اے(روپے)
2003-04	10,554,020/-	440,508/-
2004-05	11,480,042/-	328,840/-

محکمہ امداد باہمی کے پاس رجسٹرڈ/ان رجسٹرڈ فاریکس کمپنیوں، مالکان اور متاثرین سے متعلقہ تفصیل

*7513: رانا سرفراز احمد خان: کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب بھر میں کتنی فاریکس کمپنیاں رجسٹرڈ کی گئیں اور کتنی غیر رجسٹرڈ تھیں ان کمپنیوں کے پاس عوام کی کتنی رقوم جمع تھیں ان کمپنیوں کے مالکان / بانیوں کے نام اور پتاجات کیا ہیں؟

(ب) حکومت نے آج تک کتنے لوگوں کی رقوم ان کمپنیوں سے واپس کرائیں اور باقی متاثرین کو کب تک ان کی رقوم کی واپسی ہو جائے گی نیز حکومت نے ان کمپنیوں کے مالکان اور افسران کے خلاف کون کون سے اقدامات کئے ہیں؟

وزیر خزانہ:

(الف) یہ معاملہ Federal Legislative List پارٹ I کے چوتھے شیڈول شق نمبر9 کے تحت وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔

(ب) یہ معاملہ سردست NAB میں زیر غور ہے۔ حکومت پنجاب نے NAB سے درخواست کی ہے کہ وہ اس کیس کی تازہ ترین صورتحال بتائے تا حال ابھی جواب موصول نہیں ہوا ہے۔

پنجاب ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی سے متعلقہ تفصیلات

*7857:جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی کب قائم کی گئی تھی، اس کو قائم کرنے والی اتھارٹی کی تفصیل دی جائے؟

(ب) مالی سال 05-2004 کے دوران اس کو کتنی رقم کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) اس کے ماتحت کتنے ادارے / سکول / کالجز کام کر رہے ہیں؟

(د) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی کے لاہور میں کتنے دفاتر کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ہ) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں ان کے سال 05-2004 کے خرچ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر صنعت:

(الف) ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی 1999 میں پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی آرڈیننس 1999، پنجاب آرڈیننس نمبر 24 of 1999 کے تحت بنی۔

(ب) ترقیاتی بجٹ:۔

کیپیٹیل بجٹ:	96.751 ملین روپے
ریونیو بجٹ:	97.384 ملین روپے
میزان	194.135 ملین روپے

غیر ترقیاتی بجٹ:

سرکاری ملازمین کی تنخواہیں:	1089.652 ملین روپے
تنخواہوں کے علاوہ اخراجات:	380.801 ملین روپے
پنجاب سمال انڈسٹری کے ادارے:	85.000 ملین روپے
ٹیوٹا ملازمین کی تنخواہیں:	34.900 ملین روپے
میزان:	1590.353 ملین روپے
کل میزان:	1784.488 ملین روپے

(ج) ٹیوٹا کے ماتحت 402ادارے کام کر رہے ہیں۔

(د) ٹیوٹا کے لاہور میں تین دفاتر کام کر رہے ہیں۔

1۔ ٹیوٹا سیکرٹریٹ، 96۔ایچ، گلبرگ IIIلاہور

2۔ زونل مینجر آفس 96۔ایچ، گلبرگ IIIلاہور

3۔ ڈسٹرکٹ مینجر آفس 99ریلوے روڈ لاہور۔

(ہ) ٹیوٹا کے پاس پورے صوبے میں کل 165گاڑیاں ہیں۔

ان گاڑیوں پر سال 2004-05میں مندرجہ ذیل اخراجات ہوئے۔

1۔پٹرول وغیرہ	6,931,535/-روپے
2۔مرمت وغیرہ	1,983,292/-روپے
کل اخراجات	8,914,827/-روپے

ڈی جی مائنز اور منرلز۔ کلاس ون آفیسرز کی تعداد و تفصیل

*8030: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر کانکنی و معدنی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) D.G مائنز اینڈ منرلز کے ماتحت کتنے گریڈ 17اور اوپر کے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، ڈومی سائل اور جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(ب) ان افسران کی تنخواہوں پر سال 2005-06میں کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

(ج) ان افسران کو سال 2005-06کے دوران ٹی۔اے/ڈی۔اے کی مد میں کتنی رقم ادا کی گئی ہے؟

(د) ان افسران کے زیر استعمال گاڑیوں اور ان پر خرچ کردہ رقم سال 2005-06کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ان میں سے جو افسران ایک ہی سٹیشن پر تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات چلے آ رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(و) ان میں سے جن افسران کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر کانکنی و معدنی ترقی:

(الف) ڈائریکٹر جنرل مائنز اینڈ منرلز پنجاب کے ماتحت گریڈ سترہ کے 15 گریڈ اٹھارہ کے 10 اور گریڈ انیس کے 5 افسران کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 06-2005 کے پہلے نو ماہ یعنی 05-07-01 تا 06-03-31 کے دوران ان افسران کی تنخواہوں کی مد میں مبلغ -/59,92,078 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(ج) سال 06-2005 کے پہلے نو ماہ یعنی 05-07-01 تا 06-03-31 کے دوران ان افسران کو ٹی۔اے ڈی۔اے کی مد میں مبلغ -/4,03,247 روپے کی رقم ادا کی گئی۔

(د) ہیڈ کوارٹرز میں تعینات افسران جن میں چھ ڈویژن اور ڈی جی صاحب شامل ہیں کے زیر استعمال 11 گاڑیاں جبکہ ریجنل آفیسز میں تعینات افسران کے زیر استعمال 14 گاڑیاں ہیں ان 25 گاڑیوں پر موجودہ مالی سال کے پہلے نو ماہ 05-07-01 تا 06-03-31 کے دوران کل -/36,41,017 روپے خرچ ہوئے۔

(ہ) ڈائریکٹر جنرل مائنز اینڈ منرلز کے ماتحت گریڈ 19 کی تمام پوسٹیں ہیڈ کوارٹر میں ہیں لہذا ان پر تین سال کا عرصہ لاگو نہیں ہوتا تاہم اس کے علاوہ گریڈ 18 میں مسٹر ظہیر احمد بابر ڈپٹی ڈائریکٹر (مائنز اینڈ منرلز) ہیڈ کوارٹرز آفس میں مورخہ 03-08-02 سے مسٹر امیر احمد ڈپٹی ڈائریکٹر (مائنز اینڈ منرلز) ہیڈ کوارٹرز آفس میں مورخہ 03-03-27 سے اور مسٹر ظفر جاوید ملغانی ڈپٹی ڈائریکٹر (مائنز اینڈ منرلز) ڈی جی خان میں مورخہ 03-04-19 سے یعنی تین سال سے زائد عرصہ سے کام کر رہے ہیں۔

(و) اس وقت گریڈ 19 کے مسٹر افضال حمید بٹ ڈائریکٹر (مائنز اینڈ منرلز) کے خلاف ابتدائی انکوائری نیب میں چل رہی ہے جس کے بارے میں محکمہ کو مزید معلومات نہ ہیں۔

2002 تا حال، سیالکوٹ پرائس کنٹرول کمیٹی کی کارکردگی

*8338-A: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پرائس کنٹرول کمیٹی سیالکوٹ کا ڈھانچہ کیا ہے؟

(ب) 2002 سے اب تک پرائس کنٹرول کمیٹی نے ناجائز منافع خوری کو روکنے اور مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے کیااقدامات اٹھائے ہیں کتنے چالان کئے ہیں تفصیل بتائیں؟

وزیر صنعت:

(الف) گورنمنٹ آف دی پنجاب انڈسٹریز، کامرس اینڈانویسٹمنٹ ڈیپارٹمنٹ لاہور کی چٹھی نمبر RO(PSB)4-3/2003(R) مورخہ 17-12-03 کے حوالے سے ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی تشکیل دی جا چکی ہے جس کے چیئرمین اور سیکرٹری بالترتیب ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر اور ڈسٹرکٹ آفیسر انٹرپرائز اینڈ انویسٹمنٹ پروموشن سیالکوٹ ہیں ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی میں ہر طبقہ کے افراد کو نمائندگی دی گئی ہے برائے ملاحظہ فوٹو کاپی نوٹیفکیشن ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔مزید تحصیل لیول اور ڈسٹرکٹ لیول پر بھی سب کمیٹیز بنائی گئی ہیں جس میں سرکاری اور پرائیویٹ دونوں کو یکساں نمائندگی دی گئی ہے۔ تحصیل لیول پر TMO سب کمیٹی کے چیئرمین ہیں جبکہ ڈسٹرکٹ لیول پر EDO(R) کو چیئرمین مقرر کیا گیا ہے یہ تمام کمیٹیاں قیمتوں کو کنٹرول کرنے اور ناجائز منافع خوری کو روکنے کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتی ہیں اور اگر افراط زر کی شرح یعنی قیمتوں میں اضافہ زیادہ ہو جائے تو ڈسٹرکٹ سب کمیٹی کے چیئرمین EDO(R) تمام متعلقہ عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی تجاویز چیئرمین ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی کو پیش کرتے ہیں۔ان تجاویز کو ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی کی میٹنگ جو زیر صدارت ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر سیالکوٹ منعقد ہوتی ہے اس میں زیر بحث لایا جاتا ہے اور قیمتوں کو revise کیا جاتا ہے۔ برائے ملاحظہ چند نوٹیفکیشن کی فوٹو کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے فوڈ سٹف کنٹرول ایکٹ 1958(XX of 1958) کے تحت انسپکٹرز مقرر کئے گئے ہیں۔فوٹو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر جناب رضوان اللہ بیگ صاحب نے تمام افسران کو پرائس کنٹرول کرنے اور ناجائز منافع خوری کو روکنے کے لئے 19-04-06 کو میٹنگ طلب کی

تھی جس میں ہونے والے فیصلوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
افراط زر اور دیگر عوامل مسلسل قیمتوں میں اضافے کا باعث بن رہے ہیں۔ان کے پیش نظر جناب DCO صاحب نے چیئرمین ڈسٹرکٹ سب کمیٹی EDO(R) کو ہدایت کی تھی کہ انجمن تاجران اور دیگر تاجر حضرات سے میٹنگ کریں اور ان سے درخواست کریں کہ وہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے نہ صرف تعاون کریں۔ بلکہ ناجائز منافع خوروں کی حوصلہ شکنی کریں۔ انجمن تاجران کے صدر اور سیکرٹری نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے مکمل تعاون کی یقین دہانی کروائی کہ وہ نہ خود ناجائز منافع کمائیں گے اور نہ دوسروں کو ایسا کرنے کی اجازت دیں گے۔ جناب EDO(R) نے اپنی تجاویز فوری طور پر تیار کر کے DCO صاحب سے منظوری حاصل کی تھی۔ لیکن DCO صاحب نے مناسب سمجھا کہ ان تجاویز کو ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی کی میٹنگ میں تفصیلاً زیر بحث لایا جائے اور اس کے بعد چیزوں کی قیمتوں کو review کیا جائے۔ یہ کیس اس وقت under process ہے۔ جہاں تک چالان کرنے کا تعلق ہے تو اس کی تفصیل کافی لمبی ہے اور بہت سے کیس جوڈیشل مجسٹریٹ صاحبان کے پاس زیر سماعت ہیں۔ مہنگائی اور منافع خوری کو کنٹرول کرنے کے لئے زیادہ چالان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ افہام و تفہیم سے اس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ سیالکوٹ میں انجمن تاجران عام آدمی کو سہولت پہنچانے کے لئے افسران سے بھرپور تعاون کر رہی ہے۔ اس کے بہت کم واقعات سامنے آئے ہیں اور جہاں کوئی منافع خوری کرتا پکڑا جائے تو اس کے خلاف فوراً استغاثہ بنا دیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی کی پچھلی میٹنگ جو مورخہ 06-05-22 کو منعقد ہوئی تھی اس کی صدارت ضلعی ناظم محمد اکمل چیمہ نے کی تھی۔ اس میٹنگ میں مختلف امور زیر بحث رہے اور صدر صاحب کی دور اندیشی اور بصیرت سے میٹنگ کا ماحول خاصا خوشگوار رہا۔ اس میٹنگ کے دوران انجمن تاجران کے صدر غلام مجتبیٰ مہر او سرپرست انجمن تاجران نے ضلعی ناظم محمد اکمل چیمہ کو یقین دلایا کہ وہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ساتھ مل کر لوگوں کو جتنی ریلیف ہو سکی دیں گے اور نہ صرف ناجائز منافع خوروں کی حوصلہ شکنی کریں گے بلکہ ان کے خلاف قانونی کارروائی میں بھی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ

کا ساتھ دیں گے۔ تمام حاضرین نے انجمن تاجران کے نمائندوں کے ان خیالات کی پذیرائی کی۔ چیزوں کی قیمتیں جن میں دالیں اور گوشت وغیرہ شامل ہیں یقیناً بڑھتی ہیں لیکن اس کی وجہ ناجائز منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی نہ ہے۔ بلکہ اس کی وجہ افراط زر میں مجموعی طور پر اضافہ ہے۔

پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن۔ سال 06-2004، بجٹ اور اخراجات

*8449: سید حسن مرتضیٰ۔ کیا وزیر کانکنی و معدنی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن کا سال 05-2004 اور 06-2005 کا کل بجٹ کتنا اور کس کس مد کے لئے تھا؟

(ب) اس عرصہ کے اس بجٹ سے کتنی رقم مائنز ڈویلپمنٹ پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم سے مائنز ڈویلپمنٹ کے کون کون سے منصوبے کہاں کہاں شروع کئے گئے؟

(د) ان میں سے کتنے منصوبے مکمل اور کتنے ابھی تک نامکمل ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنی ترقی:

(الف) پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن کا کل بجٹ برائے سال 05-2004، 234.11 ملین روپے جبکہ سال 06-2005 کا کل بجٹ 390.05 ملین روپے تھا۔

مدوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مد	رقم 2004-05	رقم 2005-06
پیداواری اخراجات	108.86	122.78 ملین روپے
انتظامی اخراجات	53.64	74.60
ڈویلپمنٹ اخراجات	24.64	146.38
اثاثہ جات اخراجات	46.97	46.29
میزان	234.11	390.05

(ب) سال 05-2004 میں مائنز ڈویلپمنٹ پر کل 34.37 ملین روپے اور سال 06-2005 میں کل 8.345 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

(ج) سال 05-2004 میں چنیوٹ آئرن اوور سکیم مبلغ 99.989 ملین روپے کی تخمینہ لاگت سے شروع کی گئی جس پر سال 05-2004 میں 3.268 ملین اور سال

2005-06میں3.121ملین روپے خرچ کئے گئے۔

اس سکیم پر دونوں سالوں کے دوران کل6.389ملین روپے خرچ کئے گئے اس سکیم پر کام جاری ہے اور توقع ہے کہ سکیم آئندہ دو سال میں مکمل ہو گی۔ رجوعہ آئرن اوور سکیم 45.330ملین روپے کی تخمینہ لاگت سے 2004-05میں شروع کی گئی جس پر سال 2004-05میں27.127ملین روپے اور سال2005-06میں2.359ملین روپے خرچ کئے گئے اس طرح دونوں سالوں کے دوران مذکورہ سکیم پر مبلغ29.486ملین روپے کی رقم خرچ ہوئی اس سکیم پر کام جاری ہے اور توقع ہے کہ آئندہ دو سال میں یہ سکیم مکمل ہو گی۔

مزید برآں2003-04میں شروع کردہ منصوبہ جات برائے میاں مٹھا سالٹ مائنز خوشاب اور مرمنڈی سالٹ مائنز ضلع میانوالی پر دوران سال2004-05اور 2005-06 بالترتیب مبلغ3.979ملین روپے اور2.865ملین روپے خرچ کئے گئے۔

(د) سال2005-06 کے اختتام پر دو سکیمیں میاں مٹھا سالٹ مائنز خوشاب اور مرمنڈی سالٹ مائنز ضلع میانوالی مکمل ہو چکی ہیں جبکہ دو سکیمیں چنیوٹ آئرن اوور ٹیکنو اکنامک سکیم اور رجوعہ آئرن ایکسپلوریشن ابھی نامکمل ہیں اور توقع ہے کہ یہ دونوں سکیمیں آئندہ دو سالوں میں مکمل ہوں گی۔

مائنز ڈویلپمنٹ کارپوریشن کے آفیسرز کی تعداد اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*8450: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر کانکنی و معدنی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب معدنی ترقیاتی مائنز ڈویلپمنٹ کارپوریشن میں کتنے گریڈ17اور اوپر کے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ب) ان ملازمین کی سال2004-05اور2005-06 کی تنخواہوں کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ان ملازمین کو اس عرصہ کے دوران کتنا ٹی اے / ڈی اے دیا گیا؟

(د) ان ملازمین کے زیر استعمال سرکاری گاڑیوں کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ان سرکاری گاڑیوں کے مذکورہ سالوں کے مرمت اور پٹرول/ڈیزل کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

وزیر کانکنی و معدنی ترقی:

(الف) پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن میں اس وقت گریڈ 17 اور اس کے اوپر کل 47 ملازمین تعینات ہیں جن کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن کے ان ملازمین کو تنخواہ و الاؤنسز کی مد میں سال 2004-05 میں مبلغ 15.10 ملین روپے جبکہ 2005-06 میں مبلغ 16.55 ملین روپے ادا کئے گئے ہیں۔

(ج) ان ملازمین کو برائے سال 2004-06 اور 2005-06 میں ٹی اے/ڈی اے کی مد میں بالترتیب مبلغ 1.32 ملین روپے اور مبلغ 1.35 ملین روپے ادا کئے گئے۔

(د) مجاز ملازمین کے زیر استعمال کل 38 گاڑیاں ہیں جن کی تفصیل پرچم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) مذکورہ سالوں میں گاڑیوں کی مرمت پر بالترتیب مبلغ 0.58 ملین روپے اور مبلغ 0.61 ملین روپے خرچ کئے گئے جبکہ پٹرول اور ڈیزل پر بالترتیب مبلغ 4.325 ملین روپے اور مبلغ 5.78 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

بہاولپور۔ سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میں قائم انڈسٹریز اور مالکان کی تفصیل

*8547: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ بہاولپور میں اس وقت کتنی انڈسٹریز چل رہی ہیں؟

(ب) انڈسٹری کی اقسام و تعداد کیا ہے؟

(ج) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ بہاولپور میں قائم انڈسٹری کے مالکان کے نام اور انڈسٹری کی تفصیل درکار ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ جن لوگوں نے اپنے نام پر سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میں جگہ لی اور پھر کسی دوسرے شخص کو فروخت کر دی؟

(ہ) کیا جگہ لیز پر لے کر انڈسٹری کو کسی اور کے ہاتھ فروخت کرنے کا کوئی رول ہے؟

وزیر صنعت:

(الف) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ بہاولپور میں اس وقت 35 انڈسٹریل یونٹس چل رہے ہیں۔

(ب) ان انڈسٹریل یونٹس کی کلاسیفکیشن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	قسم انڈسٹری	تعداد
1۔	floorملز	04
2۔	ڈبل روٹی / فوڈ	02
3۔	کاربن سوپ	01
4۔	آٹو وائرز انجینئرنگ	01
5۔	آئل ملز	06
6۔	آئل ملز / ویئر ہاؤس	01
7۔	floorملز مشینری / پلاسٹک پائپ مینوفیکچرنگ	01
8۔	ایگرو کیمیکل اینڈ سیڈ پروسیسنگ	05
9۔	زرعی آلات / ایگریکلچرل انجینئرنگ	02
10۔	ٹیکسٹائل ملز / ویئر ہاؤس	05
11۔	ٹیکسٹائل ملز	01
12۔	کاٹن سرجیکل	01
13۔	باٹلنگ فیکٹری	01
14۔	گارمنٹس / ویئر ہاؤس	02
15۔	پی وی سی پائپ	01
16۔	سالٹ / آئل ریفائنری	01
	کل تعداد	35

(ج) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ بہاولپور میں 50 انڈسٹریز مالکان کو انڈسٹری لگانے کے لئے پلاٹس الاٹ کئے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام انڈسٹری	تفصیل	نام مالکان
1۔	عزیزfloorملز	floorملز	مسٹر عزیر احمد ملک
2۔	ایشاءfloorملز	floorملز	مسٹر مسعود مجید، سعود مجید
3۔	کرنfloorملز	floorملز	مسٹر محمد اسلم لودھی، رانا

4۔	برکت فوڈانڈسٹریز	فوڈ	چودھری محمد اکرم
5۔	مختیار کاربن آئل	کاربن سوپ	شیخ محمد مختیار
6۔	بہاولپور انجینئرنگ	آٹووائرز	مسٹر عبدالرشید عباسی
7۔	دوآبہ آئل ملز	آئل ملز	چودھری خالد
8۔	حافظ floor ملز	floor ملز	حافظ غلام قادر
9۔	ملت آئل ملز	ایڈیبل آئل	چودہری عبدالوحید
10۔	باغ علی اینڈ سنز	floor ملز مشینری	باغ علی، اشفاق احمد
11۔	زمان آئل ملز	آئل مل	مسٹر راحیل خالد
12۔	ریحاایگروکیمیکل	زرعی ادویات	چودھری محمد اسحاق
13۔	الغازی زرعی کارپوریشن	زرعی آلات	چودھری اختر رسول
14۔	انعمز فارماسوٹیکل	کاٹن سرجیکل	مسٹر عارف مسعود
15۔	عزیز باٹلنگ کمپنی	خالی بوتل پلاسٹک	مسٹر عاطف عزیز
16۔	المیزان انٹرنیشنل	سیڈ پروسیسنگ	حافظ عبدالرزاق
17۔	ڈاؤایگرو	زرعی ادویات	چودھری منظور الہی
18۔	یونائیٹڈ سیڈ پروسیسنگ	سیڈ پروسیسنگ یونٹ	چودھری ذوالفقار علی
19۔	سپنا ٹیکسٹائل ملز	کپڑا	محمد اکرم لودھی، محمد اسلم لودھی
20۔	حنیف آئل ملز	ایڈیبل آئل	مسٹر محمد یامین قریشی
21۔	الفضل ٹیکسٹائل	ٹیکسٹائیل ملز / ویئرہاؤس	چودھری محمد امین
22۔	پھول باباٹیکسٹائیل	ٹیکسٹائیل ملز / ویئرہاؤس	راؤ نجم الرحمان
23۔	چودھری کنفکشینری	کنفکشینری / ویئرہاؤس	چودھری وحید اختر
24۔	رحمان آئل ملز	ایڈیبل آئل / ویئرہاؤس	مسٹر عبدالستار
25۔	پاک یثرب انڈسٹریز	سیڈ پروسیسنگ / ویئرہاؤس	چودھری ایم اصغر بلال
26۔	علی ٹیکسٹائیل ملز	ٹیکسٹائیل / ویئرہاؤس	مسٹر اسد کمال
27۔	گرین گرو	فوڈانڈسٹری / ایگروکیمیکل	مسٹر تنویر محمود
28۔	راکی ایگری کلچرل انجنیئرنگ	انجینئرنگ ورکشاپ	مسٹر اشفاق حیدر رضوی
29۔	الہ دین اینڈ سنز	پی وی سی پائپ	مسٹر الہ دین
30۔	یورپا انڈسٹریز	ریڈی میڈ گارمنٹس / ویئرہاؤس	چوہدری محمد انور
31۔	نٹ ماسٹر	ہوزری / ویئرہاؤس	مسٹر انجم خالق قریشی
32۔	عالم ٹیکسٹائیل	تولیہ / ویئرہاؤس	مسٹر سہیل عالم
33۔	حسن آفتاب سالٹ	نمک / آئل ریفائنری	مسٹر شیر افگن
34۔	بھاشو فوڈ	فوڈ	ملک مہتاب خان جوئیہ
35۔	ربانی برادرز آئل ملز	آئل ملز / ویئرہاؤس	مسٹر زاہد ربانی
36۔	نورین کاٹن بیگ	کاٹن بیگ	مسٹر محمد اعظم
37۔	رندھاوا آئل ملز	ایڈیبل آئل	رانا منصور اکبر
38۔	راج فوڈانڈسٹریز	فوڈانڈسٹریز	مسٹر محمد شبیر خان

39-	ستلج ڈیری (under litigate)	ڈیری	مسٹر وجیہ الرحمان
40-	الکوثر آئل ملز	آئل ملز	مسٹر عمر فاروق
41-	ویلکم آئل ملز	آئل ملز	مسٹر شبیر احمد خان
42-	نیشنل ٹیکسٹائیل ملز	یکسٹائیل ملز	مسٹر عبدالخالق قریشی
43-	عمر ٹیکسٹائیل ملز	ٹیکسٹائیل ملز	مسٹر اسد کمال
44-	حمد فوڈ	فوڈ	مسٹر عبدالستار
45-	بی ٹی ایم ٹیکسٹائیل	ٹیکسٹائیل ملز	مسٹر بشیر احمد
46-	فاروق ووڈ ورکس	ووڈ ورکس	مسٹر محمد فاروق
47-	علی دانیال پائپ	آر سی پائپ	مسٹر محمد ادریس آفتاب
48-	مخدوم انڈسٹریز	کاٹن سر جیکل	مسٹر خالد مرتضی
49-	عثمان عمران آرا مشین (U.Litigate)	آرا مشین	مسٹر محمد عمران
50-	پراچہ فوڈ انڈسٹریز	فوڈ	میاں نوید گل

(د) قواعد کے مطابق اسٹیٹ کے پلاٹس کی الاٹمنٹ کے بعد انڈسٹریل یونٹس کی تعمیر ہونے کے بعد پراجیکٹ کی خرید و فروخت کی جا سکتی ہے۔

(ہ) لیز پر الاٹ ہونے والے پلاٹس کی ٹرانسفر پراجیکٹ کی تکمیل پر ہو سکتی ہے۔

سلیکشن گریڈ 17 کے حاضر و ریٹائرڈ آفیسرز کی ایڈہاک ریلیف کا مسئلہ

*8481: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے 15-مارچ 1997 کو گریڈ 1 تا 16 کے اہلکاران کو مبلغ -/300 روپے ایڈہاک ریلیف دیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے سول پٹیشن نمبری 2001/3403 مورخہ 21-مارچ 2003 کے تحت مذکورہ ایڈہاک ریلیف کو گریڈ 1 تا 16 کے ریٹائرڈ اہلکاران کی پنشن میں شامل کرنے کے احکام صادر فرمائے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ایڈہاک ریلیف گریڈ 17 کے موو اوور کے ریٹائرڈ اہلکاران کی بھی پنشن میں شامل کرنے کی اجازت دی ہے اور سلیکشن گریڈ 17 کے اہلکاران کو اس سہولت سے محروم کر دیا گیا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو گریڈ 17 کے سلیکشن گریڈ اہلکاران کو مذکورہ ایڈہاک ریلیف سے محروم رکھنے کی وجوہات کیا ہیں، کیا حکومت گریڈ 17 موو اوور

اہلکاران کو ایڈہاک ریلیف دینے اور ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خزانہ:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) وفاقی حکومت نے گریڈ17 کے سلیکشن گریڈ اہلکاران کو ایڈہاک ریلیف نہیں دیا تھا تمام صوبوں نے وفاقی پولیسی کو اپنایا۔ 2001 سے مذکورہ ایڈہاک ریلیف تمام سرکاری ملازمین کے لئے ختم ہو چکا ہے۔

ضلع قصور میں قائم صنعتی یونٹس، کارکنان اور اجرت سے متعلقہ تفصیل

*8560: سردار پرویز حسن نکئی۔ کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں اس وقت کتنے صنعتی یونٹ کس کس جگہ اور کون سی انڈسٹری کے لئے قائم ہیں؟

(ب) ان انڈسٹری یونٹوں میں کتنے افسران اور صنعتی کارکن کام کر رہے ہیں؟

(ج) کیا ان اداروں میں صنعتی کارکنوں کو لیبر قوانین کے تحت جملہ حقوق مل رہے ہیں نیز ان کی کم از کم اجرت کیا ہے؟

وزیر صنعت:

(الف) ضلع قصور میں اس وقت 796 صنعتی یونٹس قائم ہیں۔ جن میں سے زیادہ کا تعلق ٹیکسٹائل انڈسٹری سے ہے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان انڈسٹری یونٹوں میں کام کرنے والے افسران اور کارکنوں کی کل تعداد 102030 ہے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ صنعت کے متعلقہ نہ ہے۔ اس سوال کا مناسب جواب محکمہ لیبر پنجاب دے سکتا ہے۔

گزشتہ تین سالوں کے دوران ملازمین کی انکوائریوں سے متعلقہ تفصیل

*8585: سردار پرویز حسن نکئی: کیا وزیر کانکنی و معدنی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے:

(الف) محکمہ ہذا میں کتنے افسران اور اہلکاران کے خلاف گزشتہ تین سالوں میں کون کون سے الزامات کے بارے میں انکوائری / تحقیقات کی گئیں؟

(ب) ان ملازمین کو کون کون سی سزائیں دی گئیں، تفصیلات ایوان کے سامنے پیش کی جائیں؟

وزیر کانکنی و معدنی ترقی:

(الف) محکمہ معدنیات و کانکنی کے ماتحت کام کرنے والے 4اداروں یعنی پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن، ڈائریکٹر جنرل مائنز اینڈ منرل پنجاب، چیف انسپکٹر آف مائنز اور مائنز لیبر ویلفیئر کمشنر کے مختلف دفاتر میں کام کرنے والے 4افسران اور 19اہلکاران کے خلاف پچھلے 3سالوں کے دوران انکوائری / تحقیقات کی گئیں۔ان افسران اور اہلکاروں کے نام، عہدے اور بنیادی الزامات پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) ان افسران واہلکاران کو دی جانے والی سزاؤں کی تفصیل پرچم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ ڈی جی خان۔فراہم کردہ فنڈز اور اخراجات

*8672: مہر اعجاز احمد اچلانہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ ڈیرہ غازی خان کو مالی سال 05-2004اور 06-2005 کے دوران کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ب) یہ فنڈز کن کن مدات کے لئے فراہم کئے گئے؟

(ج) کتنے فنڈز ملازمین کی تنخواہوں، ٹی۔اے، ڈی۔اے اور گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل پر خرچ ہوئے؟

(د) کتنی رقم ٹیلی فون اور دیگر یوٹیلیٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم ترقیاتی کاموں / مقاصد پر خرچ ہوئی؟

(و) سب سے زیادہ ٹی اے، ڈی اے ان سالوں کے دوران وصول کرنے والے ملازم کا عہدہ، گریڈ اور نام مع جگہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

وزیر خزانہ:

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ ڈیرہ غازی خان کو مالی سال 2004-05 اور 2005-06 کے دوران مندرجہ ذیل فنڈز فراہم کئے گئے۔

سال	2004-05	38,62,000/-روپے
سال	2005-06	50,88,000/-روپے

(ب) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ ڈیرہ غاری خان کو مالی سال 2004-05 اور 2005-06 کے دوران ملنے والے فنڈز کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

سال	2004-05	2005-06
تنخواہ	33,93,920/-روپے	42,67,596/-روپے
ٹی اے/ڈی اے	88,191/-روپے	3,19,455/-روپے
گاڑیوں کی مرمت	19,770/-روپے	12,230/-روپے
پٹرول/ڈیزل	21,113/-روپے	12,422/-روپے
کل اخراجات	35,22,994/-روپے	46,11,703/-روپے

(د)

سال	2004-05	2005-06
ٹیلی فون	29,667/-روپے	21,240/-روپے
دیگر یوٹیلٹی بلز	23,157/-روپے	11,122/-روپے
کل اخراجات	52,824/-روپے	32,362/-روپے

(ہ) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کو ترقیاتی کاموں/مقاصد کی مد میں کوئی گرانٹ نہیں ملی۔

(و) نام شعیب خالد عہدہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر گریڈ17 جگہ تعیناتی ٹی ایم اے لیہ اخراجات (2004-05)-13,397/-روپے

نام گلزار احمد عہدہ ڈویژنل ڈائریکٹر گریڈ18 جگہ تعیناتی ڈیرہ غازی خان اخراجات (2005-06)-37,584/-روپے

تحصیل پتوکی/چونیاں۔انڈسٹریل یونٹس اور ورکرز کی تفصیل

*8570: رانا سر فراز احمد خان: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل پتو کی اور چونیاں میں اس وقت کتنے انڈسٹریل یونٹ قائم ہیں اور یہاں کتنی لیبر کام کر رہی ہے؟

(ب) سینچری پیپر زمل جمبر میں اس وقت کتنے افسران اور صنعتی کارکن کتنی شفٹوں میں کام کر رہے ہیں اور انہیں کتنا معاوضہ /اجرت دی جاتی ہے؟

(ج) گزشتہ پانچ سالوں میں سینچری پیپر زمل میں کتنے کارکنوں کو جسمانی نقصان ہوا، اس کی نوعیت اور انہیں کتنا معاوضہ ادا کیا گیا؟

وزیر صنعت:

(الف) تحصیل پتو کی اور چونیاں میں اس وقت 191 انڈسٹریل یونٹ قائم ہیں اور ان میں کام کرنے والی لیبرز کی تعداد 69770 ہے۔ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) سوال محکمہ لیبر پنجاب سے متعلقہ ہے تاہم سینچری مل کی مہیا کردہ تفصیلات کے مطابق اس وقت مل میں افسران کی تعداد 276 اور کارکنان کی تعداد 800 ہے جو کہ تین شفٹوں میں کام کرتے ہیں۔ کارکنان کی کم از کم ماہانہ اجرت -/4000 روپے ہے اس کے علاوہ ان کو سالانہ دو بونس اور 5 فیصد Workers profit participation fund بھی دیا جاتا ہے۔ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) سوال محکمہ لیبر پنجاب (سوشل سکیورٹی پنجاب سے متعلقہ ہے تاہم سینچری پیپر زمل کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ پانچ سالوں میں تین کارکنوں کو جسمانی نقصان پہنچا جو اس وقت ہلکی ڈیوٹی پر سینچری پیپر زمل میں اپنے تمام benefits اور مکمل تنخواہ کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ کارکن محکمہ سوشل سکیورٹی پنجاب سے disability benefits بھی وصول کر رہے ہیں۔ ان پانچ سالوں میں تین حادثاتی اموات بھی ہوئیں جن کے وارثوں کو قانون میں درج compensation سے بڑھ کر واجبات ادا کئے گئے۔ سینچری پیپر ز اینڈ بورڈ مل کی مہیا کردہ رپورٹ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ، دائرہ کار، سٹاف اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*8673: مہر اعجاز احمد اچلانہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈز آڈٹ ڈیرہ غازی خان کے دائرہ کار میں کون کون سے اضلاع ہیں؟

(ب) ہر ضلع کے انچارج آفیسر کا نام، عہدہ، گریڈ نیز عرصہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ڈویژنل ڈائریکٹر ہذا کے ماتحت کتنے گریڈ 16 اور اوپر کے ملازم کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(د) ڈویژنل ڈائریکٹر ہذا کے پاس کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں اور یہ کس کس کے زیر استعمال ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل نیز گاڑی کا ماڈل اور کمپنی کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ڈائریکٹر ہذا کے ماتحت کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائی جاری ہے؟

وزیر خزانہ:

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ ڈیرہ غازی خان کے دائرہ کار میں مندرجہ ذیل اضلاع ہیں:۔

i) ڈیرہ غازی خان

ii) مظفر گڑھ

iii) راجن پور

iv) لیہ

(ب) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کا سٹاف تحصیل / ٹاؤن کی سطح پر تعینات ہوتا ہے ٹی ایم اے میں انچارج آفیسر کا نام، عہدہ، مع گریڈ اور عرصہ تعیناتی ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈویژنل ڈائریکٹر (BS-18) کے پاس صرف ایک گاڑی سوزوکی FX 800CC ماڈل نمبر 1988 ہے۔

(ہ) ڈائریکٹر ہذا کے ماتحت کسی بھی ملازم کے خلاف کوئی محکمانہ یا قانونی کارروائی نہیں کی جا رہی

ہے۔

فرسٹ اینوئل 2006 ڈپلومہ ان کامرس کے آؤٹ ہونے والے پرچوں سے متعلقہ تفصیلات

*8647: جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) First Annual 2006 ڈپلومہ ان کامرس کے امتحانات میں جو پرچے آؤٹ ہوئے، ان کے نام اور یہ کس کس سنٹر سے آؤٹ ہوئے؟

(ب) جو پرچے آؤٹ ہوئے تھے ان پر کتنا خرچہ آیا تھا تفصیل پرچہ وار فراہم کی جائے نیز ان پرچہ جات کے آؤٹ ہونے سے بورڈ کو کتنا مالی نقصان ہوا؟

(ج) کیا جو پرچے آؤٹ ہوئے ان کی تحقیقات کروائی گئی ہیں اگر ہاں تو اس کے ذمہ دار کون کون سرکاری اور غیر سرکاری افراد / ملازم ہیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور پتا جات کی تفصیل نیز ان کے خلاف جو محکمانہ اور قانونی کارروائی کی گئی ہے، اس کی تفصیل دی جائے؟

وزیر صنعت:

(الف) فرسٹ اینوئل 2006 ڈپلومہ ان کامرس کے امتحان میں صرف اردو اور مطالعہ پاکستان کے پرچے لفافوں میں غلط پیکنگ کی وجہ سے مختلف سنٹروں سے آؤٹ ہوئے جن کا بورڈ نے دوبارہ امتحان لیا۔ جس امتحانی سنٹر سے شکایات موصول ہوئیں ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا پرچہ جات تیار کروانے اور ان کا امتحان لینے پر بورڈ کا پرچہ وار خرچہ درج ذیل ہے۔

I۔

1۔ اردو لینگویج (ڈی کام پارٹ۔II) -/3,11,948 روپے

2۔ مطالعہ پاکستان (ڈی کام پارٹ۔II) -/2,82,444 روپے

II۔ درج بالا پرچہ جات کا دوبارہ امتحان لینے پر بورڈ کو جو مالی بوجھ برداشت کرنا پڑا اس کی پرچہ وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ اردو لینگوئج (ڈی کام پارٹ۔II) -/3,11,948 روپے

2۔ مطالعہ پاکستان (ڈی کام پارٹ۔II) -/2, 42,945 روپے

(ج) بورڈ ممبران پر مشتمل اعلیٰ تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ کمیٹی نے جن سرکاری و غیر سرکاری افراد کو درج بالا پرچہ جات کی غلط پیکنگ میں ذمہ دار ٹھہرایا ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	امتیاز عالم غوری (اسسٹنٹ کنٹرولر) گریڈ17	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
2۔	محمد افضل (سپرنٹنڈنٹ) گریڈ16	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
3۔	محمد شریف (سپرنٹنڈنٹ) گریڈ16	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
4۔	محمد انور (سپرنٹنڈنٹ) گریڈ16	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
5۔	خان محمد (سپرنٹنڈنٹ) گریڈ16	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
6۔	عنایت اللہ جاوید (سٹینوگرافر) گریڈ15	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
7۔	لیاقت علی (سٹینوگرافر) گریڈ15	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
8۔	منیر احمد (سٹینوگرافر) گریڈ15	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
9۔	نعیم احمد (سینئر کلرک) گریڈ7	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
10۔	عامر بن قمر (سینئر کلرک) گریڈ7	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
11۔	محمد سرفراز (سینئر کلرک) گریڈ7	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
12۔	محمود علی (سینئر کلرک) گریڈ7	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
13۔	نعیم اختر (سینئر کلرک) گریڈ7	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
14۔	شکیل امجد (سنیئر کلرک) گریڈ7	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
15۔	ظفر اقبال (جونیئر کلرک) گریڈ7	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
16۔	محمد رفیق (مشین مین) گریڈ11	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
17۔	محمد خالد (مشین مین) گریڈ11	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
18۔	محمد دین (مشین مین) گریڈ8	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
19۔	محمد اکرام (نائب قاصد) گریڈ1	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
20۔	نثار احمد خان (نائب قاصد) گریڈ1	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
21۔	عتیق احمد (نائب قاصد) گریڈ1	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
22۔	عاصم کنور ضیاء (نائب قاصد) گریڈ1	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
23۔	عالمگیر احمد خان (نائب قاصد) گریڈ1	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
24۔	محمد فیاض ولد کالے خان (نائب قاصد) گریڈ1	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور

25۔ محمد فیاض (نائب قاصد) گریڈ 1 فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور

بورڈ ممبران پر مشتمل تحقیقاتی کمیٹی کی سفارشات کے مطابق درج بالا افراد سے نقصان کی رقم وصول کی جارہی ہے۔

ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ راولپنڈی دائرہ کار و سٹاف اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*8674: شیخ تنویر احمد: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ راولپنڈی کے دائرہ کار میں کون کون سے اضلاع ہیں؟

(ب) ہر ضلع کے انچارج آفیسر کا نام، عہدہ، گریڈ نیز عرصہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ڈویژنل ڈائریکٹر ہذا کے ماتحت جو گریڈ 16 اور اوپر کے ملازم کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(د) ڈویژنل ڈائریکٹر ہذا کے پاس کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں اور یہ کس کس کے زیر استعمال ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل نیز گاڑی کا ماڈل اور کمپنی کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ڈائریکٹر ہذا کے ماتحت کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائی جاری ہے؟

وزیر خزانہ:

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ راولپنڈی کے دائرہ کار میں مندرجہ ذیل اضلاع ہیں:۔

i) راولپنڈی ii) اٹک

iii) جہلم iv) چکوال

(ب) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کا سٹاف تحصیل / ٹاؤن کی سطح پر تعینات ہوتا ہے، ٹی ایم اے میں انچارج آفیسر کا نام، عہدہ مع گریڈ اور عرصہ تعیناتی ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈویژنل ڈائریکٹر (BS-18) کے پاس صرف ایک گاڑی سوزوکی FX 800CC ماڈل

1988ہے۔

(ہ) ضیاء شاہد آڈیٹر حال تعینات ٹی ایم اے حسن ابدال کے خلاف بوجہ غیر حاضری محکمانہ کارروائی جاری ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ راولپنڈی کو فراہم کردہ فنڈز اور اخراجات

*8675: شیخ تنویر احمد: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ راولپنڈی کو مالی سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ب) یہ فنڈز کن کن مدات کے لئے فراہم کئے گئے؟

(ج) کتنے فنڈز ملازمین کی تنخواہوں، ٹی۔اے، ڈی۔اے اور گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل پر خرچ ہوئے؟

(د) کتنی رقم ٹیلی فون اور دیگر یوٹیلیٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم ترقیاتی کاموں / مقاصد پر خرچ ہوئی؟

(و) سب سے زیادہ ٹی۔اے / ڈی۔اے ان سالوں کے دوران وصول کرنے والے ملازم کا عہدہ، گریڈ اور نام مع جگہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

وزیر خزانہ:

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ راولپنڈی کو مالی سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران مندرجہ ذیل فنڈز فراہم کئے گئے۔

سال	2004-05	57,83,500/-روپے
سال	2005-6	67,08,000/-روپے

(ب) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ راولپنڈی کو مالی سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران ملنے والے فنڈز کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

سال	2004-05	2005-06
تنخواہ	5014187/-روپے	6091945/-روپے
ٹی اے / ڈی اے	86355/-روپے	160482/-روپے

گاڑیوں کی مرمت	20000/- روپے	14371/- روپے
پٹرول/ڈیزل	30000/- روپے	29840/- روپے
کل اخراجات	5150542/- روپے	6296647/- روپے

(د)

سال	2004-05	2005-06
ٹیلی فون	60619/- روپے	34244/- روپے
دیگر یوٹیلٹی بلز	کوئی نہیں	کوئی نہیں
کل اخراجات	60619/- روپے	34244/- روپے

(ہ) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کو ترقیاتی کاموں/مقاصد کی مد میں کوئی گرانٹ نہیں ملی۔

(و) نام شیر علی عہدہ سرکل آڈٹ آفیسر گریڈ 16 جگہ تعیناتی جہلم سرکل اخراجات (2004-05)-/ 53549 روپے، (2005-06) -/73767 روپے

ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ بہاولپور کو فراہم کردہ فنڈز اور اخراجات

*8676: **ملک محمد اقبال چنڑ**: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ بہاولپور کو سال 2004-05 اور 2005-06 کے دوران کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ب) یہ فنڈز کن کن مدات کے لئے فراہم کئے گئے؟

(ج) کتنے فنڈز ملازمین کی تنخواہوں، ٹی۔اے، ڈی۔اے اور گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول/ڈیزل پر خرچ ہوئے؟

(د) کتنی رقم ٹیلی فون اور دیگر یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم ترقیاتی کاموں/مقاصد پر خرچ ہوئی؟

(و) سب سے زیادہ ٹی۔اے، ڈی۔اے ان سالوں کے دوران وصول کرنے والے ملازم کا عہدہ، گریڈ اور نام مع جگہ تعیناتی بیان کریں؟

وزیر خزانہ:

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ بہاولپور کو مالی سال 2004-05 اور 2005-06 کے دوران مندرجہ ذیل فنڈز فراہم کئے گئے۔

سال	2004-05	54,71,000/- روپے
سال	2005-06	75,15,000/- روپے

(ب) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ بہاولپور کو مالی سال05-2004اور06-2005 کے دوران ملنے والے فنڈز کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

سال	2004-05	2005-06
تنخواہ	-/48,46,387روپے	-/66,73,980روپے
ٹی اے/ڈی اے	-/2,06,407روپے	-/4,00,000روپے
گاڑیوں کی مرمت	-/16,963روپے	-/8,992روپے
پٹرول/ڈیزل	-/17,700روپے	-/24,625روپے
کل اخراجات	-/50,87,448روپے	-/71,07,597روپے

(د)

سال	2004-05	2005-06
ٹیلی فون	-/39,997روپے	-/36,974روپے
دیگر یوٹیلٹی بلز	-/24,050روپے	-/32,258روپے
کل اخراجات	-/64,047روپے	-/69,232روپے

(ہ) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کو ترقیاتی کاموں/مقاصد کی مد میں کوئی گرانٹ نہیں ملی۔

(و) نام، رانا خادم حسین عہدہ آڈٹ آفیسر گریڈ16 جگہ تعیناتی رحیم یار خان/بہاولنگر سرکل اخراجات(05-2004)-/38,809روپے(06-2005)-/57,604روپے

غیر نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

چکوال۔لیبر کالونیوں کی تعمیر، کوئلے کی نیلامی اور تعلیمی وظائف سے متعلقہ تفصیلات

426: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر کانکنی و معدنی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چکوال میں سال05-2004 کے دوران کتنے کانکنوں کے بچوں کو تعلیمی وظائف دیئے گئے تفصیل بیان کیجئے؟

(ب) کیا محکمہ معدنیات ضلع چکوال میں نئی لیبر کالونیاں بنانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(ج) مالی سال05-2004 میں محکمہ معدنیات نے ضلع چکوال میں کوئلے کی رائلٹی کی مد میں بذریعہ نیلامی کتنی رقم وصول کی، نیلامی میں کس فرم نے ٹھیکہ حاصل کیا تفصیل بیان

کیجئے؟

وزیر کانکنی و معدنی ترقی:

(الف) ضلع چکوال میں سال05-2004کے دوران مائینز لیبر ویلفیئر آرگنائزیشن نے کانکنوں کے 248بچوں کو تعلیمی وظائف دیئے جس کی کل رقم-/1,62,000روپے بنتی ہے اس کے علاوہ ٹیلنٹ سکالر شپ سکیم کے تحت پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی مالی معاونت سے کانکنوں کے 14بچوں کو-/1,84,800روپے کے وظائف دیئے گئے۔

(ب) جی ہاں۔ محکمہ معدنیات آئندہ سالوں میں مائینز لیبر ویلفیئر آرگنائزیشن کے ذریعے دیگر علاقوں کے علاوہ ضلع چکوال میں نئی لیبر کالونیاں بنانے کا ارادہ رکھتا ہے جس کے لئے پہلے ہی منصوبہ بندی کی جاچکی ہے اور یہ کالونیاں مائینز لیبر ہاؤسنگ بورڈ اور پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی منظوری کے بعد آئندہ چند سالوں میں مکمل کی جائیں گی۔

(ج) ضلع چکوال کی حدود سے نکالی جانے والی معدنیات بشمول کوئلہ پر عائد رائلٹی کی وصولی کا ٹھیکہ بذریعہ نیلام عام برائے عرصہ 04-04-01 تا05-03-31 قانون اور ضوابط کے مطابق-/380000000روپے کے عوض نیلام کیا گیا یہ ٹھیکہ میسرز ٹیکنالوجی اینڈ بزنس انٹرنیشنل، اسلام آباد نے نیلام عام میں highest bidderکے طور پر کامیاب ہونے کی بناء پر حاصل کیا۔

بھکر۔انڈسٹریل اسٹیٹ کے قیام اور04-2003کے قرضہ جات کی تفصیل

427:جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا حکومت بھکر میں انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے ضلع بھکر میں سال04-2003میں کل کتنے افراد کو قرضہ دیا، تفصیل بیان کیجئے؟

وزیر صنعت:

(الف) حکومت کے زیر غور ابھی تک اس قسم کی کوئی تجویز نہ ہے۔

(ب) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے ضلع بھکر میں04-2003میں 41پراجیکٹس کے لئے102افراد کو ومبلغ-/1,86,00,000روپے کا قرضہ جاری کیا ہے۔ تفصیل ایوان

کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ مینجر ٹیوٹا لاہور کی انکوائریوں اور جونیئر کلرکس کی بھرتی سے متعلقہ تفصیل

452: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ مینجر ٹیوٹا لاہور نے جونیئر کلرکوں کی درخواستیں وصول کر کے انٹرویو لئے اور تقرریاں بغیر میرٹ کے سفارش پر اور رشوت پر دی گئیں اور حق دار محروم ہو گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم (اوکاڑہ) ڈپلومہ کمپیوٹر اور میرٹ کے مطابق پورا تھا لیکن اس کو تعینات نہیں کیا گیا ہے میرٹ لسٹ اور تعینات نہ کرنے کی وجوہات بیان کی جائیں نیز کس کو کس بنیاد پر تعینات کیا گیا ہے؟

(ج) ڈسٹرکٹ مینجر کی جائیداد کی تفصیل اور اس کے خلاف ہونے والی انکوائریوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صنعت:

(الف) یہ ہرگز درست نہ ہے۔

(ب) تمام تقرریاں ٹیوٹا کے منظور شدہ طریق کار کے مطابق تشکیل دی گئی کمیٹیاں کرتی ہیں اور ڈسٹرکٹ مینجران کمیٹیوں کا ایک ممبر ہوتا ہے اسی طرح لاہور میں تمام تقرریاں میرٹ کی بنیاد پر کی گئی ہیں نہ کہ رشوت اور سفارش پر۔ یہ درست نہ ہے کہ محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف میرٹ پر تھا جبکہ میرٹ پر اس کا نمبر 06 تھا جبکہ اسامیوں کی تعداد 02 تھی اس کی وجہ سے وہ تعینات نہ ہو سکا میرٹ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

رول نمبر	نام مع ولدیت	تحریری امتحان میں حاصل کردہ نمبر 20	عملی امتحان میں حاصل کردہ نمبر 10	انٹرویو میں حاصل کردہ نمبر 40	کل حاصل کردہ نمبر 70	میرٹ
73	شہزاد اعظم عظیم ولد محمد ارشاد	16	7	30	53	I
74	یاسر مقصود ولد مقصود الحسن	16	06	29	51	II
72	محمد معظم چودھری ولد محمد ادریس	17	05	26	48	III
34	محمد افنان ولد محمد اقبال نعیم	16	06	25	47	IV
47	ذیشان یوسف ولد محمد یوسف	15	05	23	47	V
43	محمد ابرار لطیف	15	07	24	46	VI

(ج) ڈسٹرکٹ مینجر لاہور کے خلاف کوئی محکمانہ انکوائری نہ ہوئی ہے، بھرتیوں کے وقت

تعینات ڈسٹرکٹ مینجر نوید اختر چیمہ کی جائیداد کی تفصیل درجہ ذیل ہے:۔

1۔ ایک عدد مکان واقع چیمہ ہاؤس 9 کلو میٹر شیخوپورہ روڈ لاہور، جس میں وہ خود رہائش پذیر ہے۔

ٹیوٹا سیکر ٹریٹ گلبرگ لاہور میں نوجوان کو جونیئر کلرک بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

577: محترمہ انجم سلطانہ۔ کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مینجر صاحب (ایڈمن) TEVTA سیکرٹریٹ H96- گلبرگ روڈ لاہور میں جونیئر کلرک کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کر کے ٹیسٹ انٹرویو لیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ پر آنے والے نوجوان محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف کو ابھی تک تعیناتی آرڈر جاری نہیں کئے گئے ہیں۔ وجوہات بیان کی جائیں، کب تک تعیناتی آرڈر جاری کئے جائیں گے؟

وزیر صنعت:

(الف) جی ہاں! جونیئر کلرک کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں تھیں اور امیدواران کو باضابطہ طور پر ٹیسٹ/انٹرویو کے لئے بلایا گیا تھا۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کیونکہ مجموعی نمبر شیٹ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) کے مطابق محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف میرٹ لسٹ میں نمبر 3 پر تھا لہذا اس کی بھرتی عمل میں نہ لائی جا سکی۔

میرٹ لسٹ میں نمبر 1 اور 2 پر آنے والے امیدواروں کو تعینات کر دیا گیا ہے۔ ان کی ڈیوٹی پر حاضری رپورٹ/جوائننگ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق مہر اشتیاق صاحب کی ہے ان کی request ہے کہ اس کو اگلے سیشن تک pending کیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کوئی سرکاری ملازم یا سرکاری افسر سرکاری حیثیت میں کیا اپنی سالگرہ منا سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ہر انسان کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی سالگرہ منا سکتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ڈی سی او فیصل آباد نے بحیثیت ڈی سی او اپنی سالگرہ منائی اور 45 لاکھ روپے کے انہوں نے تحفے اکٹھے کئے۔ میرا ایک ذاتی جاننے والا ہے اس کے ساتھ مینز سٹور گلبرگ میں شاپنگ کے لئے گئے انہوں نے 5 شرٹیں، 10 ٹائیاں، 2 سکارف خریدے اور ایک لاکھ 33 ہزار کا بل آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

پوائنٹ آف آرڈر

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص!

اسمبلی بلڈنگ پر حملہ کے حوالے سے پیش کی گئی تحریک استحقاق کا بار بار مؤخر کیا جانا

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ تشریف فرما تھے میں نے بڑی اہم تحریک استحقاق پنجاب اسمبلی پر حملے کے حوالے سے یہاں پیش کی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ یہ تحریک استحقاق ضرور admit ہو گی بعد میں آپ نے اس کو فنانس کمیٹی کو ریفر کر دیا جو اس بارے میں تحقیقات کر رہی تھی۔ فنانس کمیٹی کے چیئرمین رائے صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں یہ بڑا اہم واقعہ ہے 75 سالہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں کبھی اسمبلی بلڈنگ پر حملہ اور اتنا بڑا نقصان نہیں ہوا۔ اب اگر اس پر بھی ہماری تحریک استحقاق accept نہیں ہوتی اور صرف ASI اور سب انسپکٹروں کے خلاف ہی تحریک استحقاق accept ہوتی رہی اور اتنے اہم واقعے پر کوئی کارروائی نہ ہو تو یہ بہت افسوسناک بات ہو گی۔ رائے اعجاز صاحب تشریف رکھتے ہیں وہ فنانس کمیٹی کے چیئرمین ہیں ان سے پوچھیں کہ اس کا کیا بنا وہ کہتے ہیں کہ اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور ہم اس کو واپس کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہاں تشریف رکھتے ہیں ان سے اس بارے میں رہنمائی لیں اور میری یہ تحریک استحقاق کمیٹی کو بھیجی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رائے صاحب!

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! آپ نے اس تحریک کو ہماری سب کمیٹی کو بھیجی تھی اس میں ہم سمجھتے تھے کہ یہ ہمارا اسکوپ Privilege Rules میں نہیں ہے تو ابھی راجہ صاحب بیٹھے ہیں اگر ہم نے سننی ہو گی تو ہم سن لیں گے اگر استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجنا ہے تو وہاں بھیج دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن راجہ صاحب سے اس کا جواب لے لیا جائے کہ ان کی کیا رائے ہے؟ کیونکہ ابھی تک کوئی مثال نہیں ہے کہ فنانس کمیٹی نے ایسی کوئی تحریک سنی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے یہاں کھڑے ہو کر جواب نہیں دینا کیونکہ ان کی میٹنگ میں بات ہونی ہے۔ اب جب بھی فنانس کمیٹی کی میٹنگ ہو یہ مجھے بلا لیں وہاں اس کو discuss کر کے پھر decide کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! جب آپ میٹنگ بلائیں گے تو راجہ صاحب کو بھی بلا لینا وہیں پر discuss ہو جائے گا۔

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس کو extend کر دیا جائے پھر ہی ہم اس کو discuss کر سکیں گے اگر extension نہیں ہو گی تو پھر ہم بات سن ہی نہیں سکتے۔

رپورٹ
(توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے اعجاز احمد ایک تحریک استحقاق کی رپورٹ کے بارے میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ جی، رائے صاحب! اپنی تحریک پیش کریں۔

اسمبلی بلڈنگ پر حملہ کے حوالے سے تحریک استحقاق نمبر 6/2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص کے بارے میں ذیلی مجلس مالیات پنجاب اسمبلی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 6/2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص کے بارے

میں ذیلی مجلس مالیات پنجاب اسمبلی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی
میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 6/2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص کے بارے
میں ذیلی مجلس مالیات پنجاب اسمبلی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی
میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 6/2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص کے بارے
میں ذیلی مجلس مالیات پنجاب اسمبلی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی
میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

رائے اعجاز احمد: شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید احسان اللہ وقاص صاحب! آپ بھی اس میں شرکت کرنا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نہیں آسکتا۔

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! سید احسان اللہ وقاص صاحب کے لئے ہی تو extension لی ہے یہ آئیں گے تو فیصلہ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: احسان اللہ وقاص صاحب! آپ بھی اس میں شریک ہو جایئے گا۔اگلی تحریک استحقاق نمبر 40 جناب محمد آجاسم شریف کی ہے یہ 16-10-06 تک ملتوی کی جاتی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کا میوزکیالوجی کی کلاسیں شروع کرنے کے پروگرام پر دین پسند طلباء کا شدید احتجاج

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک انتہائی اہم معاملہ اس ہاؤس میں حکومت کی توجہ کے لئے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس کے لئے قرآن شریف کی ایک چھوٹی سی آیت تلاوت کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والآخرۃ واللہ یعلم وانتم لا تعلمون O

جناب سپیکر! اللہ کے نبی ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے کہ میں آلات مزامیر یعنی موسیقی کے آلات توڑنے کے لئے آیا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے گزشتہ کئی مہینوں سے پنجاب یونیورسٹی کے اندر ایک معاملہ چل رہا ہے اور وہاں پر وائس چانسلر صاحب enlighten moderation جو اس وقت ملک کے اندر ہے اس کے زیر اثر میوزکیالوجی کی کلاسیں چلانا چاہتے ہیں۔ وہاں پر یہ سلسلہ چل رہا ہے اور وہاں پر جو دین پسند طلباء ہیں اس پر شدید احتجاج کر رہے ہیں اور وائس چانسلر صاحب نے یونیورسٹی کو ایک فوجی یونٹ سمجھ لیا ہے اور تسلسل کے ساتھ وہ طلباء کا اخراج کر رہے ہیں اور اب تک پنجاب یونیورسٹی کے 40 کے قریب طلباء کا اخراج کر چکے ہیں۔ ابھی چار پانچ روز پہلے پنجاب یونیورسٹی کے باہر بھی وہاں کے طلباء آئے تھے اور انہوں نے اپنا احتجاج پُرامن طریقے سے ریکارڈ کروایا تھا انہوں نے کل پھر اس پر احتجاج کیا سڑک بلاک ہوئی اور بڑا شور شرابا ہوا لیکن وائس چانسلر صاحب کے کان پر جوں رینگتی ہے نہ گورنر صاحب اس پر کوئی ایکشن لیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ بش کی ہدایات پر enlighten moderation کے تحت تعلیمی اداروں میں بھی یہ کلچر ناچ گانا لانا چاہتے ہیں حالانکہ یہ میں نے قرآن پاک کی آیت پیش کی اور اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث پیش کی ہے۔ میں اس سلسلے میں وزیر تعلیم تو یہاں تشریف فرما نہیں ہیں لیکن یہ ان کے بس کی بات بھی نہیں ہے میں محترم راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ خصوصی مہربانی کریں اور میوزکیالوجی کی کلاسز کو بھی حکومت بند کروائے اور وہ 40 طلباء جن کا اخراج ہو گیا ہے جن کا مستقبل اب اس حوالے سے تباہ ہو گا ان کے بارے بھی مہربانی کریں اور ان کی rustication کو بھی مہربانی فرما کر ختم کرائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہتر یہ ہے کہ جب وزیر تعلیم صاحب موجود ہوں اس وقت آپ یہ پوائنٹ raise کریں اس وقت چونکہ وہ موجود نہیں ہے اس کو فی الحال pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحریک التوائے کار take up کرتے ہیں یہ تحریک التوائے کار نمبر 268 سید احسان اللہ وقاص کی ہے یہ move ہو چکی ہے اور ہیلتھ منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں اس کو دوبارہ پڑھنا چاہتا ہوں تاکہ ہاؤس میں بیٹھے سب کے ذہن میں یہ تازہ ہو جائے کہ میں نے کیا مسئلہ عرض کیا تھا اور وہ کس چیز کا جواب دے رہے ہیں کیونکہ یہ تین چار ماہ پہلے move کی گئی تھی اب سارے لوگ اس کو بھول چکے ہوں گے اس لئے میں اس کو دوبارہ پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے آپ اس کو پڑھ لیں۔

پنجاب میڈیکل فیکلٹی کی جانب سے ہزاروں پیرامیڈیکل (ڈسپنسرز) کو جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ کا اجراء

(---جاری)

سید احسان اللہ وقاص: بڑی مہربانی۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" مورخہ 27 ۔ مارچ 2006 کے مطابق پنجاب حکومت کے ادارہ پنجاب میڈیکل فیکلٹی نے گزشتہ کچھ عرصہ کے دوران 42,000 بوگس اور بالکل جعلی سرٹیفکیٹ پیرا میڈیکل (ڈسپنسر) جاری کر دیئے۔ عام پاکستانی مؤثر طبی سہولیات کے نہ ہونے اور میڈیکل ڈاکٹرز کی تعداد بہت کم ہونے کی وجہ سے عام طور پر ڈسپنسرز سے ہی ادویات خریدتے ہیں اور اپنا علاج کرواتے ہیں۔ بغیر کسی میڈیکل تعلیم، تجربہ اور امتحان کے پنجاب بھر میں 42,000 جعلی ڈسپنسرز کو جعلی سرٹیفکیٹ دے کر عوام کی زندگی اور موت کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ جو از حد تشویشناک ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! یہ میرا issue تھا میں اس میں مزید یہ بات add کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر صحت نے اس کی انکوائری کے لئے ایک کمیٹی بھی قائم کی تھی وہاں یہ ہوا کہ جن بچوں نے امتحان دیا ان کے پرچوں کو مارک ہی نہیں کیا گیا اور ان کو فیل قرار دے دیا گیا جنہوں نے امتحان نہیں دیا تھا انہوں نے پیسے دیئے اور پیسے دے کر وہ فرسٹ ڈویژن میں پاس ہو گئے اور ان کو سرٹیفکیٹ بھی issue ہو گئے۔ وزیر صحت نے اس پر کافی انکوائری بھی کروائی تھی میری درخواست ہو گی کہ اس کے بارے میں comments پیش فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں پھر آپ کی طرف سے اگر اجازت ہو تو اس پر میں اپنے comments بھی دوں گا۔ معزز رکن اسمبلی نے 27۔ مارچ 2006 کی روزنامہ "ڈان" کی جس خبر کے حوالے سے تحریک التواء پیش کی ہے وہ پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے معاملات کی چھان بین کے لئے حکومت کی بنائی گئی انکوائری ٹیم کی ایک observation کی بنیاد پر ہے۔ اس انکوائری ٹیم نے ابتدائی تحقیق میں ایک نقطہ یہ اٹھایا تھا کہ اب تک شائع کروائے گئے ڈسپنسروں کے سرٹیفکیٹ اور پاس ہونے والے امیدواران کی تعداد میں ایک نمایاں تفاوت ہے۔ اس انکوائری کمیٹی نے اس اور چند ایسے دوسرے معاملات کی مکمل چھان بین کے لئے ایک وسیع البنیاد انکوائری کمیٹی کی سفارش کی۔ جیسے اس انکوائری کمیٹی کی سفارشات وصول ہوں گی ان کی روشنی میں ذمہ داران کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جائے گی۔۔۔

جناب سپیکر! یہ اخبار میں خبر بعد میں چھپی تھی، یہ issue میں نے خود raise کیا تھا بلکہ جب مجھے اس چیز کی اطلاع ملی تو میں نے خود پریس کانفرنس hold کی۔ اس میں چونکہ تقریباً ایک ہزار پیپرز جو چیک کئے گئے تھے وہ involved تھے۔ ہم نے اس دفعہ کا رزلٹ روک لیا اور انکوائری کمیٹی کو بہتر بنانے کے لئے ڈیپارٹمنٹ میں ہم نے ایک internal inquiry کی۔ اس کے بعد میں نے ایک out of the department انکوائری کی تشکیل کی اور چیف منسٹر سے approval کروائی۔ وہ انکوائری سیکرٹری زراعت کر رہے ہیں تاکہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا اس پر کوئی اثر و رسوخ نہ ہو، about fourteen days back سیکرٹری زراعت نے ہمیں request کی جو اس انکوائری کے چیئرمین ہیں کہ مجھے اس انکوائری کو مکمل کرنے کے لئے دو مہینے کا مزید ٹائم دیا جائے۔ وہ انکوائری تو اپنی جگہ چل رہی ہے لیکن اس کے باوجود پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے جو

ایگزامینر تھے، جو یہ پیپرزconductکر رہے تھے، پچھلے کئی سالوں سے کرتے رہے ہیں، ان کو ہم نے بلیک لسٹ کر دیا۔They will not conduct any exam، ہم نے اس کے بعد ایک امتحانconductبھی کروایا ہے جس کے بارے میں کوئی شکایات موصول نہیں ہوئی ہیں۔ یہ پنجاب میڈیکل فیکلٹی جو کہ ایک بڑااہم ادارہ تھا جہاں پر بہت ساری شکایات آرہی تھیں اب اس کو پورا ایکrevampکر دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود ہم سمجھتے ہیں کہ جو وہاں پر افسران موجود تھے، انکوائری کی رپورٹ تو آتی رہے گی لیکن جو پنجاب میڈیکل فیکلٹی کا سیکرٹری تھا اس کو میں نے معطل کیا اور وہ ابھی تک ڈاکٹر فردوس، او ایس ڈی ہے۔ وہاں کا جو رجسٹرار ڈاکٹر زبیر تھا اس کو بھی اپنی اس پوسٹ سےremoveکر دیا گیا۔ اس سارےprocessکے بعد جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ ہم نے ایکexams already successful and transparentطریقے سےconduct بھی کر دیا ہے۔ شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ اس وقت وہاں کے معاملات درست ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہاں جوmain clerical staffتھا انھوں نے وہاں کے انتظامی افسران کے ساتھ مل کر یہ ساری لوٹ مچائے رکھی۔ بیس سے پچیس ہزار روپیہ وہ ایک ڈسپنسر سے لیتے تھے اور اس کو بالکل ایک جعلی سرٹیفکیٹ دیتے تھے۔ وہ امتحان میںappear تک نہیں ہوتا تھا اور جعلی ڈسپنسر سرٹیفکیٹ اس کے حوالے کر دیتے تھے۔ اب اس واقعہ کو تقریباً سات آٹھ ماہ ہو گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں کو انھوں نےsuspendingکیا ہے یہ درست بات ہے لیکن اس کے ساتھ نچلا عملہ جس میں سپروائزر، ہیڈ کلرک کی طرح کے لوگ سارے کے سارے شامل تھے اور آپ حیران ہوں گے کہ ان کی دیدہ دلیری کا یہ عالم تھا کہ جن بچوں نے پیسے نہیں دیئے اور ان بیچاروں نے امتحان دیا ان کے پیپروں کو کسی نےmarkتک نہیں کیا، ان کو کھول کر ہی نہیں دیکھا اور جن بچوں نے امتحان دیا ہی نہیں، انھوں نے پیسے دے دیئے، ان کو فرسٹ ڈویژن میں پاس کر کے سرٹیفکیٹ جاری کر دیئے گئے۔ وہاں پر سارے کے سارے عملے کو بھی نہ صرفsuspendingکرنا چاہئے بلکہ ان کے خلاف فوجداری مقدمات درج کرانے چاہئیں۔ اس میں جو بھی ملوث ہوں، وہ ہماری صحت کے ساتھ کھیلے ہیں اور اتنا بڑا ظلم کیا ہے، ان کے خلاف فوجداری مقدمات بھی درج کرانے چاہئیں۔ میں وزیر صحت سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اس معاملے میں وہ ذاتی دلچسپی لیں اور ان کے خلاف سخت کارروائی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جن کو انھوں نے انکوائری سپرد کی ہے Secretary Agriculture is a man of honour.اور وہ جب یہ رپورٹ پیش کریں گے تو اس کے بعد جو بھی یہ مناسب سمجھیں گے وہ ایکشن دیکھ لیں گے۔.Let the report come hereاگلی تحریک التوائے کار محترمہ کنول نسیم صاحبہ!

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ[***********]

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس کو expunge کرتا ہوں۔.This is no point of order

رانا ثناء اللہ خان: اس ملک میں ایک جمہوری حکومت جو برسر اقتدار تھی[*******]

MR DEPUTY SPEAKER: This is no point of order.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر![*******]

MR DEPUTY SPEAKER: This is no point of order. I expunge all these words.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر![*******]

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 17 جو پیش ہو چکی تھی میں نے اس کا جواب دینا ہے کیونکہ یہ پوائنٹ آف آرڈر تو آپ irrelevant قرار دے چکے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں گزارش میری یہ ہے کہ محترمہ کنول نسیم صاحبہ نے کل جو تحریک التوائے کار پیش کی تھی اس کا جواب میں نے آج دینا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ move ہو چکی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ move ہو چکی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر![*******]

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Rana sahib! This is no point of order. Expunged from the record.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! [*******]

جناب ڈپٹی سپیکر: جو بھی ہے. I expunge from the record.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ جو تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے اس کے حوالے سے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم معاملے کی محترمہ نے نشاندہی کی تھی۔ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER:- Rana sahib! I have given the floor to Law Minister.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! [*******]

MR DEPUTY SPEAKER: This is no point of order. I am not allowing this point of order. I expunge these words from the record.

جیل روڈ لاہور کی سروس روڈ پر کار ڈیلرز کا قبضہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے اس میں کہا یہ گیا ہے کہ جیل روڈ پر جو سروس روڈ ہے وہاں پر گاڑیاں کھڑی کر کے اس سروس روڈ کو بند کر دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کے مطابق جو رپورٹ ہم نے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے اور متعلقہ ٹی۔ایم۔اے سے مانگی تھی اس رپورٹ کے مطابق یہ معاملہ درست ہے اور یہاں پر اس حد تک جو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے کارروائی کی ہے اس کے مطابق انھوں نے ہزاروں روپے کا جرمانہ بھی کیا ہے اور درجنوں دکانداروں کا چالان بھی کیا ہے۔ اس لئے میں محترمہ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ انھوں نے اپنی تحریک التوائے کار میں جو ایک اہم مسئلہ اٹھایا تھا اس کو درست تسلیم کرتے ہوئے، ہم نے متعلقہ ٹی۔ایم۔اے کو، متعلقہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو یہ ہدایت جاری کی ہے---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! آپ نے floor کس کو دیا ہوا ہے؟ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: I have given the floor to you...

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ پھر پارلیمنٹ کی بات کرتے ہیں۔ پارلیمنٹ کی بالادستی کی بات کرتے ہیں۔ جمہوری رویوں کی بات کرتے ہیں۔ تعلیم کی بات کرتے ہیں۔ ان کی حالت یہ ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جب میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا تھا تو وہ کھڑے ہوئے ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: This is no point of order. I have given the floor to the Law Minister.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! انہی رویوں کی وجہ سے آج انہیں یہ دن دیکھنا پڑ رہا ہے۔ اگر اس وقت union of attitude رواں ہو جاتا تو آج شاید ان کی یہ حالت نہ ہوتی اور یہ رونا نہ رو رہے ہوتے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: This is no way. I have not given the floor to you.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شرم آنی چاہئے آپ لوگوں کو۔

MR DEPUTY SPEAKER: I have not given the floor to you. I have given the floor to Law Minister. This is no time.

میں نے ابھی آپ کو floor نہیں دیا۔ میں نے ان کو دے دیا ہے۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ میں نے آپ کو عرض کیا ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر!۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت تحریک التوائے کار چل رہی ہے۔ ان کو جواب دے لینے دیں۔ میں ابھی آپ کو floor دیتا ہوں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ان کو floor نہیں دے رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ان کو انکار نہیں کیا۔ میں نے کہا ہے کہ اس کا جواب دے لینے دیں۔ میں ان کو floor دیتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشتوں سے کھڑے ہو کر "نو مشرف نو" کے نعرے لگاتے لگاتے رہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آپ نے floor مجھے دیا ہے۔ پہلے میں بات کروں گا، پھر میں بات سنوں گا۔ آپ نے floor مجھے دیا ہے۔ پہلے انہیں میری بات سننی پڑے گی۔

معزز ممبران حزب اختلاف: No. No. (شور وغل)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: بالکل غلط۔ پہلے floor مجھے ملا ہوا ہے۔ ہم قطعی طور پر نہیں سنیں گے۔ پہلے floor مجھے ملا ہوا ہے۔ ہم نہیں سنیں گے۔ پہلے میں بات کروں گا پھر ان کی بات سنی جائے گی۔ قطعی طور پر نہیں سنیں گے۔ بالکل نہیں سنیں گے۔ (شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے request کروں گا ذرا یہ جواب دے لیں پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ I request the Leader of the opposition کہ وزیر قانون صاحب کو جواب دے لینے دیں پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہ رہا تھا کہ آپ نے floor مجھے دیا تھا۔ رانا صاحب نے اس وقت جتنی گفتگو فرمائی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے وہ ساری گفتگو حذف کر دی ہے۔ اس وقت آپ صرف تحریک کے بارے میں جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے وہ گفتگو حذف فرما دی ہے۔ جب ہم اداروں کی بالادستی کی بات کرتے ہیں، قواعد و ضوابط کی بات کرتے ہیں تو پھر ہمیں ان کا احترام بھی کرنا چاہئے اور ایسا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے جس کے باعث آج ان کو یہ دن دیکھنا پڑ رہا ہے۔ میں بات کرنے کے لئے کھڑا ہوا، آپ نے مجھے floor دیا اس دوران لیڈر آف اپوزیشن بات کرنا چاہ رہے تھے۔ میں نے صرف اس لئے insist کیا کہ چونکہ میں already کھڑا تھا۔ اب وہ بات کرنا چاہتے ہیں تو میں ان کے احترام میں بیٹھ جاتا ہوں۔ میں ان کی پوری بات سنوں گا اور پھر جواب بھی دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب قاسم ضیاء!

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں راجہ بشارت صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات کرنا آپ کا حق ہے اور ہمیں آپ کا بہت احترام ہے۔

قائد حزب اختلاف: شکریہ۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس سے تین سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا جو بات رانا ثناء اللہ صاحب نے کہی ہے وہ غلط ہے؟ کیا 12-اکتوبر 1999 کو ایک جمہوری حکومت نہیں تھی، کیا اس کا تختہ ایک جرنیل نے نہیں الٹا اور کیا آج میرے موصوف بھائی جو ان بنچوں پر وزیر بن کر بیٹھے ہیں وہ اس جمہوری حکومت کے بھی وزیر نہیں تھے؟ میں پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس وقت جمہوری حکومت تھی جس کا تختہ الٹا گیا یا آج جمہوری حکومت ہے جس کو ایک جرنیل head کر رہا ہے؟ مجھے اس کا جواب چاہئے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ جو بات رانا صاحب نے کی ہے وہ درست ہے کہ میاں نواز شریف صاحب کی منتخب حکومت کا ایک جرنیل نے تختہ الٹا اور اس کے بعد تمام وہ لوٹے بنائے جس کے بارے میں آج وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ (ق) لیگ بھی میں نے بنائی اور حکومت بھی میں نے بنائی۔ یہ وزیر جو اس وقت میاں نواز شریف صاحب کے بھی وزیر تھے میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا میاں نواز شریف صاحب کی حکومت جمہوری تھی یا کہ آج کی حکومت جمہوری ہے؟ آج کے وزیر اعلیٰ بھی اسی حکومت کے سپیکر تھے۔ میں آپ سے پوچھنا چاہوں گا، آپ سے رولنگ چاہوں گا کہ کیا یہ بات درست نہیں ہے کہ ایک جرنیل نے 12-اکتوبر 1999 کو ایک جمہوری حکومت کا تختہ الٹا تھا، ایک منتخب حکومت کا تختہ الٹا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس point پر رانا صاحب نے تقریر کرنا چاہی وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تھا۔ اگر کسی نے کوئی رائے دینی ہے یا کوئی تقریر کرنی ہے تو اس کا ایک علیحدہ طریق کار ہے۔ میں نے کبھی آپ کو تقریر کرنے سے نہیں روکا لیکن اگر ایک issue take up ہو چکا ہے، اس کا جواب وزیر قانون صاحب دے رہے تھے اس دوران ہی point raise کرنا مناسب نہیں ہے اور اس لئے بھی valid نہیں ہے کیونکہ اس چیز کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جیسا کہ ابھی قائد حزب اختلاف صاحب نے بات کرنا چاہی تو میں نے floor دیا ہے اسی طرح اگر کوئی اور بھائی بات کرنا چاہتے ہیں تو میں اسے بھی اجازت دوں گا۔ دیکھیں ہاؤس کو چلانے کا ایک

طریقہ ہے۔ہاؤس میں چیئر کا احترام لازم ہے۔

House cannot function without any discipline. When you ask for a point of order unless the Chair allows, you should not speak.

میں نے کبھی آپ کو بولنے سے منع نہیں کیا لیکن ایک طریق کار ہوتا ہے۔رانا صاحب کو جب میں نے کہا کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تو انھیں بیٹھ جانا چاہئے تھا اسی لئے میں نے ان کے پوائنٹ آف آرڈر کو valid قرار نہیں دیا اور میں اس حوالے سے تمام باتیں ریکارڈ سے حذف کرتا ہوں۔اگر اس سلسلے میں کسی نے بات کرنی ہے تو میں بعد میں اسے allow کروں گا مگر ہاؤس کے discipline and decorum کو ملحوظ خاطر رکھیں۔That is what I want. تحریک التوائے کار چل رہی ہے مجھے اس کو نمٹانے دیں اس کے بعد کسی نے بات کرنی ہو گی تو میں اجازت دوں گا۔

تحریک التوائے کار نمبر 723، پیش کردہ حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر، رانا آفتاب احمد خان کی طرف سے ہے۔یہ move ہو چکی ہے۔یہ آج تک کے لئے pending تھی اور اس کا جواب آنا تھا۔

محترمہ کنول نسیم: جناب سپیکر! میری تحریک کا تو پہلے جواب آلینے دیں۔میری تحریک کا کیا بنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی تحریک تو ہو گئی ہے۔

محترمہ کنول نسیم: جناب سپیکر! مجھے تو شور میں کچھ پتا نہیں چلا کہ کیا ہوا ہے۔لہذا پہلے میری تحریک پر جواب آلینے دیں۔وزیر صاحب اس بارے میں اپنے جواب کو repeat کر دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! محترمہ کنول نسیم صاحبہ کی تحریک کا پہلے جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار کل پیش ہو چکی تھی اور اس کا جواب بھی میرے پاس آ چکا تھا لیکن میں نے اس کو آج کے لئے pending اس لئے کروایا تھا کہ میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور متعلقہ TMA کی طرف سے یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ انھوں نے اس مسئلے پر اس وقت تک کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے ذریعے حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کروائی گئی ہے کہ جیل روڈ پر جو سروس روڈز ہیں وہاں پر گاڑیاں پارک کر دی جاتی ہیں اور شور رومز

والے گاڑیاں باہر کھڑی کر کے راستہ روک دیتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ تھا جس کی طرف محترمہ نے حکومت کی توجہ مبذول کروائی تھی۔ میں ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے اور یقینی طور پر اس طرح گاڑیاں کھڑی کرنے سے اس علاقے کے رہنے والے لوگوں کو آمدورفت میں تکلیف ہوتی ہے۔ اس مسئلے کا نوٹس لیتے ہوئے ہم نے جب سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور متعلقہ TMA سے جواب طلب کیا تو انھوں نے یہ کہا کہ ہم اس سلسلے میں regular بنیادوں پر کارروائی کرتے رہتے ہیں۔ جو گاڑیاں وہاں پر کھڑی کی جاتی ہیں ان کا چالان کیا جاتا ہے، ان کو لفٹر کے ذریعے اٹھالیا جاتا ہے اور دکانداروں کے چالان بھی کئے جاتے ہیں تو اس سلسلے میں جب ہم نے ان سے فگرز مانگے تو انھوں نے درجنوں دکانوں کو اس حوالے سے جرمانہ کرنے کا بتایا۔ انھوں نے بتایا کہ کس دکان کو کتنا جرمانہ کیا گیا ہے، کتنی گاڑیاں چالان کی گئیں اور کتنی گاڑیوں کو لفٹر کے ذریعے اٹھایا گیا لیکن اس سب کچھ کے باوجود وہاں پر صورتحال میں کوئی تسلی بخش تبدیلی نہیں آئی اس لئے ہم نے پھر اس تحریک التوائے کار آنے کے بعد، ان کا جواب آنے کے بعد ان کو ہدایت کی ہے کہ اس سلسلے میں خصوصی مہم چلائیں اور شورومز سے باہر کھڑی کرنے کے trend کو ختم کروایا جائے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس نئی مہم کے بعد صورتحال میں یقینی طور پر تبدیلی آئے گی اور بہتری پیدا ہو گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ٹھیک ہے، کیا آپ جواب سے مطمئن ہیں؟

محترمہ کنول نسیم: جناب سپیکر! اچھا جواب ہے لیکن یہ صرف جیل روڈ کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پورے لاہور کا مسئلہ ہے تاہم میں اپنی تحریک پر مزید زور نہیں دیتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ محرک اپنی تحریک کو press نہیں کرتیں لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 723، حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر، رانا آفتاب احمد خان کی طرف سے ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس کو pending فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اسے Monday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ خالدہ منصور صاحبہ کی طرف سے ہے۔

تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال چنیوٹ کے عملہ کا غریب مریضوں سے ناروا سلوک اور ایکسرے فیس میں اضافہ

محترمہ خالدہ منصور: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال چنیوٹ میں علاج معالجہ کی غرض سے آنے والے غریب مریضوں سے ہسپتال کے ڈاکٹرز اور دیگر عملہ انتہائی ناروا سلوک اختیار کر رہا ہے جس کا عملی مظاہرہ ہسپتال میں آنے والے غریب مریضوں سے ایکسرے فیس -/15 کی بجائے -/40 روپے وصول کی جاتی ہے۔ جبکہ دیگر میڈیکل ٹیسٹوں کے لئے مریضوں کو سرکاری لیبارٹری کی بجائے پرائیویٹ لیبارٹریوں میں بھیجا جاتا ہے۔ جن کی بھاری بھر کم فیسیں ہیں اور ستم ظریفی تو یہ ہے کہ یہ لیبارٹریاں بھی تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال چنیوٹ کے عملہ اور ڈاکٹروں کے ہی زیر انتظام ہیں۔ ہسپتال میں سرکاری سطح پر ٹیسٹ کرنے کی بجائے مریضوں کو پرائیویٹ لیبارٹریوں میں بھجوانے پر چنیوٹ کے شہری سراپا احتجاج ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میری ایک درخواست ہے کہ چنیوٹ ہسپتال ہی کے متعلق میری ایک دوسری تحریک 762 ہے اگر اس کو بھی اس کے ساتھ لے لیا جائے تو مہربانی ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت صاحب!

وزیر صحت: جناب سپیکر! شکریہ۔ جناب سپیکر! تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال چنیوٹ میں علاج و معالجہ کی غرض سے آنے والے غریب مریضوں سے ہسپتال کے ڈاکٹرز اور دیگر عملہ انتہائی خوش اسلوبی سے پیش آتا ہے اور سرکاری فنڈز دستیابی کی صورت میں -/15 روپے ایکسرے فلم کے وصول کئے جاتے ہیں۔ ایکسرے اور ای سی جی ریٹ واضح طور پر، نمایاں بورڈ پر چسپاں ہیں نیز الٹرا ساؤنڈ بحکم ڈی سی او جھنگ مفت کئے جاتے ہیں۔ جب سرکاری فنڈز دستیاب نہیں ہوتے تو اس وقت Patient's Welfare Society انجمن بہبودی مریضاں چنیوٹ ایکسرے فلمز مہیا کرتی ہے اور -/60 روپے وصول کئے جاتے ہیں جو کہ فلمز کی لاگت کے حساب سے ہوتے ہیں جبکہ مارکیٹ میں فلم کا ریٹ -/80 سے -/100 روپے ہوتا ہے۔ نیز غریب، نادار، ایکسیڈنٹ اور

ایمرجنسی مریضوں کے لئے ایکسرے مفت کئے جاتے ہیں۔ وہی ٹیسٹ باہر پرائیویٹ لیبارٹریز کو specialist ڈاکٹرز بھیجتے ہیں جن کی سہولت ہسپتال میں موجود نہیں ہے باقی تمام ٹیسٹ ہسپتال میں conduct کئے جاتے ہیں۔ ہسپتال کے کسی ڈاکٹر یا ملازم نے پرائیویٹ لیبارٹری بنائی ہوئی ہے اور نہ ہی پرائیوٹ لیبارٹریز کو کسی ملی بھگت کے تحت مریض بھیجے جاتے ہیں۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چنیوٹ میں 2005 میں 8550 ایکسرے اور 6858 لیبارٹری ٹیسٹ کئے گئے ہیں جو کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے اعتبار سے خاطر خواہ تعداد ہے۔ .Thank you sir

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خالدہ منصور: جناب سپیکر! ہیلتھ منسٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے میں اس سے متفق نہیں ہوں۔ چنیوٹ میں غریب لوگ رہ رہے ہیں۔ سول ہسپتال کس مرض کی دوا ہے؟ یہ ان غریب لوگوں کے لئے ہے جو چالیس روپے بھی فیس نہیں دے سکتے۔ اگر حکومت نے اسی طرح سے غریبوں کے ساتھ کرنا ہے تو پھر وہاں پر سول ہسپتال کی کیا ضرورت ہے؟ انھوں نے تو بالکل گول مول اور غلط سا جواب دے دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ہیلتھ منسٹر سے کہوں گی کہ وہ چنیوٹ ہسپتال کا ایک دورہ رکھیں اور دیکھیں کہ کیا حالات ہیں؟ میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا کہ اسی ہسپتال کے متعلق میری ایک اور تحریک التوائے نمبر 762 بھی ہے اگر آپ اسے بھی اس کے ساتھ لے لیں تو ان کو سب واضح ہو جائے گا کہ اس ہسپتال کی کیا حالت ہے، اس بلڈنگ کی کیا حالت ہے اور جس جگہ پر مریض دیکھے جا رہے ہیں اس عمارت کا کیا حشر ہے، کیا وہ عمارت اس قابل ہے کہ کوئی مریض وہاں جا سکے اور ان کا وہاں پر کوئی اچھا ٹیسٹ ہو سکے گا، کوئی ادویات مل سکیں گی؟ میں ایک بار پھر ہیلتھ منسٹر صاحب سے درخواست کروں گی کہ وہ چنیوٹ کے ہسپتال کو ضرور دیکھیں پھر انھیں احساس ہو گا کہ واقعی یہ حکومت عوام کو صحیح طرح طبی سہولیات دے رہی ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ ہیلتھ منسٹر صاحب کو ان کے چیمبر میں مل لیں اور ان کو اس بارے میں اپنے خیالات سے آگاہ کریں۔ وہ اس معاملے میں جو بھی کر سکیں گے آپ کی help کریں گے اس لئے اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ معاملہ میرے حلقہ چنیوٹ کا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے تو ڈیپارٹمنٹ کا لکھا لکھایا جواب ایوان میں پڑھ دیا ہے۔ چنیوٹ کے ہسپتال کی حالت اتنی خراب ہے

کہ اگر ہمارے ایم ایس کا میڈیکل چیک اپ کرایا جائے تو اس کا دماغ بھی صحیح نہیں ہے۔ آپ کسی سے پوچھ لیں وہ mentally retarded ہے۔ ہمارے ہسپتال میں کوئی ایکسرے مشین ہے نہ کوئی ای سی جی مشین ہے حتیٰ کہ ماسوائے ایم ایس آفس کے کسی آفس میں فرنیچر تک نہیں ہے۔ دوائیاں تو ملتی ہی نہیں ہیں۔ حکومت کہتی ہے کہ ہم ایمرجنسی میں مفت ادویات مہیا کر رہے ہیں لیکن وہاں پر کسی قسم کی کوئی مفت دوائی نہیں ملتی اور لوگ ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ باقی تمام ہسپتال چنیوٹ سے کافی فاصلے پر ہیں اور واقعی لوگ مسائل کا شکار ہیں۔ لہذا آپ ڈاکٹر صاحب کو حکم دیں کہ وہ چیمبر کی بجائے یہاں بات کریں اور ہماری تحصیل چنیوٹ کا visit کر لیں یا پھر پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو بھیج دیں چونکہ ہمارے معاملے میں وہ بھی affect رہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ڈاکٹر صاحب سے یہی درخواست کرنے لگا تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ موجود ہیں اور میں ان پر مکمل اعتماد کرتا ہوں۔ میں ان کی صلاحیتوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔ میں پھر عرض کروں گا کہ اگر ڈاکٹر صاحب کے پاس ٹائم نہیں ہے تو پھر پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو بھیج دیں تاکہ وہ وہاں جا کر ہمارا حال دیکھیں کہ ہم کیسے زندگی گزار رہے ہیں۔ اگر ایک محترمہ نے یہ معاملہ point out کرنے کی جسارت کر لی ہے تو پلیز آپ ہم پر مہربانی فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بجا ہے۔ میں ہیلتھ منسٹر صاحب سے کہنے لگا ہوں کہ وہ اس کی انکوائری کر لیں اور موقع کا visit کر لیں تو بہتر ہو گا۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ وہ visit کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ visit کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ان سے یہی درخواست کر رہا ہوں کہ وہ تشریف لے جائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہیلتھ منسٹر صاحب پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو کہیں کہ وہ چنیوٹ تشریف لے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر صحت! آپ ذرا ان کو مطمئن کر دیں۔

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! یقیناً انھوں نے جو point raise کیا ہے اس میں کچھ نہ کچھ validity ہو گی لیکن جیسے میرے فاضل دوست نے کہا کہ وہاں پر کوئی ایکسرے نہیں کیا جاتا مگر میں نے آپ کے سامنے figures پیش کر دیئے ہیں۔ تو ایک سال میں ایکسرے مشین کے بغیر

8550ایکسرے کیسے ہوئے؟ اگر ایکسرے مشین ہے ہی نہیں تو how eight thousand X-Rays were conducted اس طرح exaggerate کرنا کہ ایکسرے مشین ہی نہیں ہے تو پھر 8500 ایکسرے آسمانی فرشتے نے آ کر conduct کئے ہیں۔ میں genuine چیز کی support کرتا ہوں لیکن ایک چیز جسے میں نے اعداد و شمار سے ثابت کر دیا ہے اس بارے میں exaggerate کر کے بتانا کہ وہاں پر ایکسرے مشین ہی نہیں ہے۔ میرے خیال میں ایسے معاملات نہیں بنتے۔ جہاں تک انسپکشن کا تعلق ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں کہا کہ وہاں پر ایکسرے مشین نہیں ہے۔

وزیر صحت: جناب والا! جہاں تک انسپکشن کا تعلق ہے تو میں اسے اپنے tour programme میں شامل کر لیتا ہوں لیکن اگر یہ چاہتے ہیں کہ پارلیمانی سیکرٹری visit کریں تو میرے پاس دو پارلیمانی سیکرٹریز ہیں ایک ڈاکٹر فرزانہ نذیر اور دوسرے جناب نذر محمود شاہ صاحب۔ میں درخواست کروں گا کہ ان میں سے ایک چلے جائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وزیر صحت صاحب نے دو پارلیمانی سیکرٹریوں میں option دی ہے تو میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ڈاکٹر فرزانہ نذیر بڑی competent ہیں اس لئے انھیں تکلیف دیں کہ وہ وہاں کا visit کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے منسٹر صاحب سے درخواست کی ہے کہ وہ اس کی چھان بین کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ کو بھیجیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے درخواست کر دی ہے۔ وہ کریں گے۔

سرکاری کارروائی

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ ہم سب سے پہلے پوپ کے بیان پر اظہار تشویش کی قرارداد لیتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ ابھی اظہار تشویش کی قرارداد لے رہے ہیں۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار ہے اسے پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! میں تیسرے دن سے انتظار میں ہوں۔ مجھے یہ تحریک التوائے کار پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تحاریک التوائے کار کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ آپ کل پیش کر لیجئے۔ وزیر قانون اور جناب ارشد محمود بگو نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 کو معطل کر کے پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر اظہار تشویش کے لئے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ قرار داد صرف ارشد بگو صاحب اور ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ اس پورے معزز ایوان کی طرف سے متفقہ قرار داد ہے۔ لہذا اسے اس طرح take کیا جائے کہ قرار داد متفقہ طور پر پیش کی جا رہی ہے لیکن ارشد بگو صاحب اسے پیش کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں بھی اس پر یہ وضاحت کرتا ہوں کہ اس میں اپوزیشن لیڈر محترم قاسم ضیا صاحب اور رانا ثناء اللہ خان بھی اس میں باقاعدہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تمام پارٹیز کو شامل کیا جاتا ہے اور متفقہ قرار داد پیش کی جاتی ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! ایم کیو ایم کو بھی شامل کیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر جو پارٹیز موجود ہیں ان سب کو شامل کیا جاتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! یہ ایجنڈا جو دیا گیا ہے اس Resolution میں لکھا ہوا ہے وزیر قانون، جناب ارشد محمود بگو۔ میں بڑا خوش ہوا تھا کہ منسٹر فار لاء میرے نام کے نیچے لگ گیا ہے لیکن اب اردو میں اس کی تصحیح کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! ..I move that requirement of Rule 115

ایک آواز: اردو میں پڑھیں۔

جناب ارشد محمود بگو: اردو میں پڑھوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اردو میں پڑھیں مہربانی۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 کو معطل کر کے پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر اظہار تشویش کے لئے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 کو معطل کر کے پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر اظہار تشویش کے لئے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 کو معطل کر کے پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر اظہار تشویش کے لئے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب وزیر قانون اور ارشد بگو صاحب و دیگر قائدین کرام یہ قرارداد پیش کریں گے۔

قرارداد

پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نازیبا الفاظ کے استعمال پر مذمت کی قرارداد

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ پوپ کے ان الفاظ سے عالم اسلام کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اور پوری مسلم امہ تذبذب کا شکار ہے۔ لہذا یہ ایوان متفقہ طور پر پوپ کے ان الفاظ کی پرزور مذمت کرتا ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ پوپ کے ان الفاظ سے عالم اسلام کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اور پوری مسلم امہ تذبذب کا شکار ہے۔ لہذا یہ ایوان متفقہ طور پر پوپ کے ان الفاظ کی پرزور مذمت کرتا ہے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ پوپ کے ان الفاظ سے عالم اسلام کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اور پوری مسلم امہ تذبذب کا شکار ہے۔ لہذا یہ ایوان متفقہ طور پر پوپ کے ان الفاظ کی پرزور مذمت کرتا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

بحث

پنجاب میں اشیائے ضروریہ کی قیمتوں پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے ایجنڈے کا اگلا item پنجاب میں اشیائے ضروریہ کی قیمتوں پر عام بحث ہے۔ بحث کا آغاز وزیر خوراک یا وزیر صنعت کی تقریر سے ہو گا۔ تاہم دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں مجھے بھجوا دیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! مجھے اجازت ہے میں اس پر بات شروع کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! آج کا topic مہنگائی کے تدارک کے لئے بڑا اہم ہے اور حکومت نے اس سلسلے میں کیا اقدامات کئے ہیں۔ اس کے لئے میں تھوڑی سی تمہید باندھوں گا تاکہ ہمارے جو فاضل دوست ہیں جن کا تعلق اپوزیشن اور حکومتی بنچز سے ہے ان کی آراء بھی آ سکیں اور آخر میں میرے فاضل دوست وزیر انڈسٹریز اس کو wind up بھی کریں گے۔

جناب سپیکر! مہنگائی میں دو چیزیں بڑی اہم ہوتی ہیں۔ ڈیمانڈ اور سپلائی ساری دنیا کے اندر ان دو چیزوں کے اندر مہنگائی گھومتی ہے۔ ڈیمانڈ اور سپلائی کو meet کرنے کے لئے اگر سپلائی بہتر ہو اور ڈیمانڈ کم ہو تو پھر معاملات درست چلتے ہیں۔ اگر ڈیمانڈ بڑھ جائے اور سپلائی کم ہو تو قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ ساری دنیا میں پہلا تو یہی اصول ہے لیکن مختلف economists کی جو latest آراء ہیں ان کو بھی سامنے رکھا گیا ہے۔ کچھ ایسے economists بھی ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اس طرح سے نہیں اگر ڈیمانڈ کم کی جائے تو اس سے بھی معاملات درست ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس میں آپ سنگاپور کی مثال لے سکتے ہیں کہ سنگاپور میں اگر ایک آدمی نے اپنے استعمال کے لئے گاڑی رکھنی ہو تو اس کی انہوں نے proper قیمت رکھی ہوئی ہے اور اگر ایک گاڑی کے علاوہ اپنی تعیش کے لئے کوئی زیادہ گاڑیاں رکھنا چاہتا ہے تو اس کا اتنا زیادہ ٹیکس دینا پڑتا ہے کہ وہ دوسری گاڑی خریدنے کا سوچتا ہی نہیں ہے۔ اسی طرح آج چائنا کی مثال لے لیں وہاں پر جو زیادہ آبادی والے علاقے ہیں وہاں پر اگر کسی کا دوسرا بچہ ہو تو اس پر ٹیکس بہت زیادہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ دوسرے بچے کے بارے میں سوچتا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! کچھ economists کی یہ رائے ہے کہ ڈیمانڈ کو کم کر کے مہنگائی کو کم کیا جا سکتا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ قیادت اور حکومت وہ ہوتی ہے جس کا دل غریب عوام کے ساتھ دھڑکے اور غربت کو کم کرنے کے لئے اور کم آمدنی والے لوگوں کو boost up کرنے کے لئے حکومتی اقدامات کیا ہیں؟ یہ بات سب سے زیادہ دیکھنے والی ہوتی ہے۔ کیا حکومت کم آمدنی والے لوگوں کی کوئی protection کر رہی ہے ان کے لئے کوئی بہتری کا سامان کر رہی ہے، ان کے لئے کوئی ایسے اقدامات کر رہی ہے جو ان کے مفاد میں ہو اور ان کی معیشت پر بوجھ کم کرنے کے لئے کوئی role play کر رہی ہے یا نہیں؟ اس میں ہماری دونوں حکومتیں وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں ان کے بارے میں بھی میں مختصراً عرض کروں گا۔

جناب سپیکر! فیڈرل حکومت کی اولین ترجیحات میں مہنگائی پر قابو پانا شامل ہے۔ اس سلسلے میں وفاقی حکومت نے ارزاں قیمت پر روزمرہ استعمال میں آنے والی اشیاء کی فروخت کو یقینی بنانے کے لئے مختلف اقدامات کئے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔ اس پر حکومت بھاری subsidy برداشت کر رہی ہے اور ان اقدامات سے اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں استحکام آیا ہے۔ وہ کس طرح سے ہوا ہے۔ چینی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے حکومت نے بروقت چینی درآمد کی تاکہ قیمت بیلنس ہو سکے۔ اس سلسلے میں ہماری ٹریڈنگ کارپوریشن نے بڑا اہم رول ادا کیا اور سستے داموں چینی کی فروخت شروع کی۔ جس سے چینی کی بڑھتی ہوئی قیمتیں کچھ کم ہوئیں۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں یوٹیلیٹی سٹورز کا بھی بڑا اہم رول ہے اور یوٹیلیٹی سٹورز پر چینی کی قیمت فروخت کو ساڑھے ستائیس روپے فی کلو گرام کو یقینی بنایا گیا۔ اس وقت تقریباً چالیس ہزار ٹن چینی رعایتی نرخوں پر فروخت ہو رہی ہے۔ یوٹیلیٹی سٹورز کو اس طرح سے اہمیت دی گئی ہے کہ وزیراعظم خود بہ نفس نفیس یوٹیلیٹی سٹورز کو جا کر چیک کرتے ہیں۔ بازار میں جاتے ہیں کہ واقعی قیمتیں مناسب ہیں اور اس میں کوئی گڑبڑ تو نہیں ہو رہی۔ یعنی وزیراعظم صاحب سے لے کر اس کی پوری ٹیم جتنے ہمارے وفاقی وزیر ہیں وہ بھی باہر نکلے ہوئے ہیں اور وہ بھی اس بات کو چیک کرتے رہتے ہیں کہ کیا قیمتوں پر کوئی کنٹرول ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ یوٹیلیٹی سٹور پر آٹا -/230 روپے فی بیس کلو گرام کا تھیلا فروخت کیا جا رہا ہے۔ رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں وزیراعظم نے 660 ملین روپے کا خصوصی پیکج دیا ہے۔ جس کے تحت 1100 سے زائد اشیاء ارزاں نرخوں پر یوٹیلیٹی سٹورز پر فروخت

کی جارہی ہیں۔اس پیکیج کے تحت آٹا جو ہے وہ -/35روپے کی رعایت سے -/220روپے فی بیس کلو گرام کے حساب سے بیچا جارہا ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ گھی اور خوردنی آئل کی قیمتوں میں چھ روپے فی کلو گرام کے حساب سے کمی کی گئی ہے۔اس کے علاوہ دالیں اور بیسن میں دس سے پندرہ فیصد فی کلو گرام قیمتوں کو کم کیا گیا ہے۔چاول اور مشروبات کی قیمتوں میں دس فیصد کی رعایت دی گئی ہے۔بقیہ اشیاء خورد و نوش میں بھی پانچ فیصد سے پندرہ فیصد تک قیمتوں میں کمی کی گئی ہے۔اس پیکیج پر عمل کو یقینی بنانے کے لئے وفاقی حکومت کی ساری ٹیم اس کے اوپر لگی ہوئی ہے۔اس کے بعد حکومت پنجاب نے جو اقدامات کئے ہیں اس کی میں مختصراً گزارش اس معزز ایوان کے سامنے پیش کروں گا۔

جناب سپیکر!ایک کمیٹی میری سربراہی میں بھی چل رہی ہے جو Punjab Permanent Price Committee ہے جس میں ہم باقاعدہ اجلاس کرتے ہیں اس میں آٹھ سیکر ٹریز ممبر ہیں اس میں صارفین بھی ہیں، تاجر بھی ہیں اور سرکاری افسران بھی شامل ہیں۔اس میں ہم پالیسی گائیڈ لائن دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ روزانہ بنیاد پر قیمتوں کا جائزہ لینے اور انہیں مناسب سطح پر رکھنے کے لئے پنجاب پرائس اینڈ سپلائی مانیٹرنگ کمیٹی جس کو خواجہ طاہر ضیاء صاحب ہیڈ کر رہے ہیں وہ بھی چل رہی ہے۔

جناب سپیکر!اس میں جس ضلع سے جو بھی شکایت آتی ہے کہ وہاں پر فلاں چیز کی قیمت زیادہ ہے اس کے ڈی سی او کو اس کے ناظم کو بلا کر ان کو گائیڈ لائن دی جاتی ہے کہ آپ ان قیمتوں کو اعتدال میں رکھیں اور جو منافع خور ہیں ان کے اوپر پوری نظر رکھیں اور شدت کے ساتھ ان پر ہاتھ بھی ڈالیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ گراں فروشوں کو کنٹرول کرنے کے لئے تمام اضلاع میں حکومت نے پرائس کنٹرول مجسٹریٹ مقرر کر دیئے ہیں جس کی پہلے اس mechanism میں بڑی کمی تھی جب سے مجسٹریسی نظام ختم ہوا ہے تو کوئی ایسا mechanism نہیں تھا کہ جس کے ذریعے مہنگائی کو کنٹرول کیا جا سکے۔اب ہر ضلع میں مجسٹریٹ اس کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ماہ ستمبر میں دار لحکومت لاہور میں 2ہزار 693چھاپے مارے گئے جس میں 8لاکھ 30 ہزار 6سو روپے کے جرمانے عائد کئے گئے اور 93افراد کو سزائیں دی گئیں۔یہ میں آپ کو ایک شہر لاہور کی گزارش پیش کر رہا ہوں۔حکومت اس کے علاوہ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے گندم کا نرخ اصولی طور پر -/

440روپے ہونا چاہئے تھااس کو ہم نے -/430روپے کر دیا ہے جس کی وجہ سے فی40 کلو گرام چھ روپے آٹے کی قیمت میں کمی ہوئی ہے۔

جناب والا!یہ سارے اقدامات ہیں جو پنجاب حکومت کر رہی ہے۔اس کے علاوہ حکومت نے غریب عوام کو فائدہ پہنچانے اور مہنگائی کا ریلیف مہیا کرنے کی خاطر ایک خصوصی پیکیج بھی دیا ہے جو کوئی 2۔ارب اور33 کروڑ روپے پر مشتمل ہے۔اس پر10لاکھ خاندانوں کو سستا آٹا،چینی، دال مسور اور دال چنا وغیرہ مہیا کیا جارہا ہے۔ایک مہینے میں دس کلو آٹے کے چار تھیلے جس میں سو روپے فی تھیلااس کی قیمت رکھی گئی ہے اور ہر خاندان کو دو کلو چینی، دو کلو دال مسور اور دو کلو چنا جو مارکیٹ سے بیس روپے سستا دیا جارہا ہے۔یہ سارے اقدامات حکومت پنجاب کر رہی ہے۔اس سے کوئی پانچ لاکھ خاندانوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے جس سے -/28روپے سے دس کلو تھیلا کے حساب سے مجموعی طور پر 224ملین کی سبسڈی حکومت برداشت کر رہی ہے۔اس کے علاوہ ہر ضلع کی سطح پر سستے بازار لگائے جارہے ہیں جہاں سے بازار سے رعایتی نرخوں پر اشیائے خورد و نوش اور دوسری اشیاء فروخت کی جارہی ہیں۔

جناب سپیکر! رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں خصوصی رمضان بازار لگائے جا رہے ہیں اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر تمام اضلاع میں وزراء خصوصی بازاروں کا معائنہ کر رہے ہیں اور ایک ایک ضلع ایک ایک منسٹر کو allocate کیا گیا ہے اس سے بھی قیمتوں میں بڑا اعتدال آیا ہے۔یہ سارے اقدامات اس لئے کئے جارہے ہیں کہ عوام کو ریلیف ملے اور عوام حکومت کو دعا دیں۔ان سارے اقدامات سے گندم اور آٹا کی فراہمی میں کوئی کمی نہیں ہے اور محکمہ خوراک نے کاشتکاروں سے نہ صرف پورا سیزن گندم خریدی ہے بلکہ پہلے ہم چھ مہینے کے لئے کرتے تھے اب ہم نے پورا سال گندم کا اجراء کرتے ہیں تاکہ صوبہ پنجاب بلکہ پورے پاکستان میں آٹے کی کمی محسوس نہ ہو۔یہ وہ اقدامات ہیں جو ہماری حکومت کر رہی ہے اور ہم کوئی کھوکھلے نعروں پر believe نہیں کرتے کہ روٹی، کپڑے اور مکان کا نعرہ لگا کر آپ ووٹ لیں اور پھر عوام کون اور ہم کون۔ہم campaign کی صورت میں باقاعدہ ایک کام کر رہے ہیں تاکہ لوگوں کو ریلیف مل سکے۔میں نے صرف اتنی تمہید باندھنی تھی باقی فاضل دوستوں کی جو رائے ہوگی اس کے مطابق میں عرض کروں گا۔

پوائنٹ آف آرڈر

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری جاوید احمد صاحب!

صوبہ میں گنے کی قیمت دوسرے صوبوں کے برابر مقرر کرنے، پاکپتن اور وہاڑی میں نہری پانی کی کمی کو دور کرنے کا مطالبہ

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے پنجاب اور اپنے علاقے کا ایک اہم مسئلہ آپ کی خدمت میں اور اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ دنوں گنے کی قیمت کا اعلان ہوا ہے کہ پاکستان میں گنے کے کاشتکار کو کس طرح سے قیمت دی جائے گی۔ اس میں سندھ میں -/67 روپے فی من ہے، پنجاب میں -/60 روپے اور صوبہ سرحد میں -/63 روپے ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کے کاشتکار کے ساتھ ظلم ہے کہ یہاں پر نہ صرف گنے کی yield کم نکلتی ہے بلکہ اس کو grow کرنے کی cost بھی زیادہ آتی ہے۔ یہاں کے کاشتکار کو تو آپ -/60 روپے دیں جہاں پر پانی بھی بہت قیمتی ہے، جہاں پر پانی حاصل کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے اور یہاں پر گنے کی فصل کو بجلی سے پانی مہیا کیا جاتا ہے کیونکہ نہری پانی بہت کم ملتا ہے اور یہاں پر ہمارے کسان کو -/60 روپے مل رہے ہیں۔ اس ایوان کے توسط سے وزیر خوراک سے میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے پنجاب کے کاشتکار کے حقوق کا تحفظ فرمایا جائے اور یہاں پر بھی گنے کا ریٹ وہی ہو جس طرح سے چینی کا ریٹ سارے پاکستان میں ایک چلتا ہے یا سارے ٹیکسز اور باقی دیگر چیزوں کے ریٹس چلتے ہیں تو اس میں ہمیں گنے کا ریٹ بھی مناسب لے کر دیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں ایک اور گزارش بھی کروں گا کہ ہمارے علاقے پاکپتن میں during the season بھی نہری پانی کی شدید قلت رہتی ہے اور off season میں تو بالکل پانی نہیں آتا۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ ہماری گندم اور گنے کی فصل کے لئے سردیوں میں بھی ہمارے علاقے کو دو پانی ضرور دیئے جائیں اور خصوصاً دو اضلاع پاکپتن اور وہاڑی کو جو نہر سیراب کرتی ہے اس میں ضرور پانی چھوڑا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سب کے لئے پانی کی ضرورت ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! فاضل دوست نے جس جانب توجہ دلائی ہے اس میں یہ ہے کہ ایک طرف تو ہم چاہتے ہیں کہ آٹا بڑا سستا ہو اور گندم کی قیمت بھی بہت زیادہ ہونی چاہئے میں as a farmer بات کر رہا ہوں میرا تو دل ہوگا کہ گندم کی قیمت -/800 روپے ہو جائے۔ دنیا میں کوئی ایسا فارمولہ ہے کہ اگر گندم کی قیمت -/800 روپے ہوگی تو پھر آٹے کی قیمت بھی اسی حساب سے ہوگی۔ اسی طرح ہم چاہتے ہیں کہ چینی بھی سستی ہو لیکن گنے کا ریٹ -/100 روپے من ہونا چاہئے۔ آپ بتائیں کہ دنیا میں کون سا ایسا فارمولہ ہے کہ گنا مہنگا ہو اور چینی سستی ہو۔

جناب سپیکر! وفاقی حکومت صوبوں سے recommendations لے کر اجناس کی قیمتوں مقرر کرتی ہے اور جن کے پاس زمین نہیں ہے جو گندم نہیں بوتے جنہوں نے آٹا قیمتاً خرید کر کھانا ہوتا ہے ان کا بھی حکومت نے خیال رکھنا ہوتا ہے۔ اس کے بیلنس میں رہ کر حکومت ایک پالیسی بناتی ہے۔ پچھلے سال تو زمینداروں نے گنا -/80 سے -/90 اور -/100 روپے من تک بیچا ہے۔ اس میں تو چینی کی قیمت بڑھنی تھی اس لئے میں اپنے فاضل دوست سے کہوں گا کہ حکومت وقت دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر گنا بونے والوں اور چینی خریدنے والوں کا خیال رکھتے ہوئے ان کے بین بین رہ کر پالیسی بناتی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں قیمت بڑھانے کی بات نہیں کر رہا میں تو یہ عرض کر رہا تھا کہ سندھ میں گنے کے کاشتکار کو جو قیمت مل رہی ہے وہ ہمارے پنجاب کے کاشتکار کو کیوں نہیں مل رہی؟ میرا تو سوال یہ تھا کہ ہماری گورنمنٹ یا ہمارے منسٹر صاحب ہمارے پنجاب کے کاشتکار کے مفادات کا تحفظ کریں کیونکہ سندھ کی نسبت پنجاب میں گنے پر cost بھی زیادہ آرہی ہے، اس کے اخراجات زیادہ ہیں، in puts زیادہ ہیں اور موسم کے climaxing change ہونے کی وجہ سے ہمارے کاشتکار کی سندھ کے مقابلے میں yield بھی کم آتی ہے اور اگر ہماری پنجاب گورنمنٹ ہمارے کاشتکار کا تحفظ نہیں کرے گی تو کون کرے گا؟ ہم آٹے یا گندم کی قیمت بڑھانے کی بات نہیں کر رہے لیکن یہ جو discriminatory سلوک ہے جو پنجاب کے کاشتکار اور سندھ کے کاشتکار کے درمیان رکھا جا رہا ہے اس میں پنجاب حکومت کو آواز بلند کرنی چاہئے اور میں اس ایوان اور اپنے منسٹر صاحب سے یہ request کرتا ہوں کہ یہ ضرور ان کے مفادات کا تحفظ کریں گے۔ میں گندم کی قیمت بڑھانے کی یا مہنگائی کی بات نہیں کر رہا۔ ہم بھی سمجھتے ہیں کہ مہنگائی بہت زیادہ ہے اس میں کمی لانے کے لئے جو mechanism بنانا ہے وہ بھی ہم سب کو مل کر بنانا چاہئے۔

ہمارے ہاں mechanism کی کمی ہے اگر فصل زیادہ ہو جاتی ہے تو وہاں پر خریدنے والا کوئی نہیں ہوتا اور جب فصل نہیں ہوتی تو وہاں پر مہنگائی بہت زیادہ ہو جاتی ہے اس mechanism کو بنانے کے لئے کیا طریق کار ہے اس حوالے سے میں چاہوں گا کہ ہمارے پنجاب کے مفادات کا تحفظ اور عوام کے مفادات کا بھی، ہم بھی غریبوں کے ساتھی ہیں۔ ہماری پارٹی بھی غریبوں سے ووٹ لے کر اقتدار میں آئی ہے اور انشاء اللہ ہماری پارٹی آئندہ بھی جیتے گی اسی حوالے سے کہ ہم غریبوں کی خدمت کرتے ہیں، پسماندہ علاقوں میں ترقیاتی کام ہوئے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ ہماری حکومت پنجاب کے عوام کا تحفظ کرنے کے لئے کوئی mechanism بنائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! باقی باتیں آپ اپنی تقریر میں کر لیجئے فی الحال آپ نے یہ point raise کر دیا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سندھ کا کاشتکار -/67 روپے فی من لے، پنجاب کا -/60 روپے اور صوبہ سرحد کا کاشتکار جہاں گنا بھی کم ہوتا ہے وہ -/63 روپے لے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر خوراک صاحب! ان کی بات کو نوٹ کریں اور اس کے بارے میں جو بھی مناسب ہو سکے وہ کر دیجئے۔ اب میں رانا ثناء اللہ کو floor دیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! شکریہ۔

(اس مرحلہ پر رائے اعجاز احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

کورم کی نشاندہی

جناب خضر الیاس ورک: جناب چیئرمین! ہاؤس میں کورم نہیں ہے گنتی کروالیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ دیکھیں کہ مہنگائی اور لوگوں کے مسائل کے ساتھ ٹریژری بنچز کی یہ commitment ہے اور اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ جنرل مشرف نے یہ صحیح کہا ہے کہ میں نے پارٹی اور حکومت بنانے کے لئے یہ سارے لوٹے اکٹھے کئے ہیں یعنی لوگوں کے مسائل اور اس ملک کے عوام کے ساتھ ان کی یہ commitment ہے۔

جناب چیئر مین: رانا صاحب! جب کورم point out ہو جاتا ہے تو اس کے بعد ہاؤس چلانے کا میرا اختیار ختم ہو جاتا ہے لہذا گنتی کرانی ہو گی۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا اجلاس کل بروز جمعتہ المبارک 13۔اکتوبر 2006، صبح 9 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے اور کل پرائس کنٹرول پر بحث ہو گی۔ شکریہ